جاسوسی دنیا نمبر 38

کچلی ہوئی لاش

(مکمل ناول)

عبرت ناک منظر

انسپکٹر فریدی نے پہلے تو سرجنٹ حمید کو آوازیں دیں لیکن جب اُس نے جنبش بھی نہ کی تو فریدی نے جھلا کر کمبل کھینچ لیا اور دوسرے ہی لمحے میں اُس کے منہ سے کئی ناروا الفاظ نکل گئے۔ کیونکہ چارپائی خالی تھی۔ البتہ کمبل کے نیچے لحاف اور تکئے اس ترتیب سے رکھے ہوئے تھے کہ اُن پر کمبل تان دینے سے کسی سوتے ہوئے آدمی کا گمان ہو سکتا تھا۔

یہ چیز فریدی کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ کیا حمید اُسے بچہ سمجھتا تھا، اس طرح دھوکا دے کر راتوں کو غائب رہنا.... فریدی نے جھلاہٹ میں سگار زمین پر گرا کر پیر سے کچل دیا۔

دن نکل آیا تھا اور دھوپ پھیل گئی تھی۔ ہلکی سردیوں کے دن تھے اور صبح ہی صبح فریدی کو فون پر ایک ایسی اطلاع ملی تھی کہ وہ ناشتہ کرنا بھی بھول گیا تھا۔ اُسے اُس وقت حمید کی ضرورت تھی۔

فریدی ابھی کمرے کے دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ سرجنٹ حمید نے چارپائی کے نیچے سے سر نکال کر کہا۔ "گڈ مارننگ یور ہارڈ نس۔"

فریدی چونک کر مڑا اور پھر اُسے بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ پلنگ کی چادر حمید کے شانوں پر لہرا رہی تھی اور وہ اپنی آنکھیں مل رہا تھا۔ پھر وہ پلنگ کے نیچے سے رینگ کر باہر نکل آیا۔ فریدی نے دیکھا پلنگ کے نیچے باقاعدہ بستر لگا ہوا تھا جسے پلنگ کی چادر کے لٹکتے ہوئے گوشے چاروں طرف سے چھپائے ہوئے تھے۔

"یہ کیا حرکت تھی؟" فریدی نے دوسرے لمحے میں سنجیدہ ہو کر کہا۔

"پلنگ پر ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔" حمید انگڑائی لے کر بولا۔ "اس کے لئے میں طالب علمی کے زمانے میں بھی یہی نسخہ استعمال کرتا تھا۔ ورنہ تین ہی بجے سے مجھے ایسے خواب آنے لگتے تھے جیسے والد صاحب کہہ رہے ہوں.... ابے اٹھ یہی تو پڑھنے کا وقت ہے.... وغیرہ وغیرہ.... آہم۔"

اُس نے پھر انگڑائی لی اور مسکرا کر فریدی کو آنکھ ماری۔

"میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں اور شاید یہ خبر سن کر تم بھی نہ رہ جاؤ۔" فریدی بولا۔

"کیا بات ہے؟"

"اشرف ہلاک ہو گیا۔"

"کیا....؟" حمید چونک کر بولا۔ "کون اشرف؟"

"میرا خیال ہے کہ ہمارے دوستوں میں صرف ایک ہی اشرف تھا۔"

"اوہ کون! اپنا اشرف؟" حمید کے ہاتھ سے ٹوتھ برش چھوٹ پڑا۔

"ابھی فون پر اطلاع ملی ہے۔ اُسکی لاش ایک بھاری تجوری کے نیچے کچلی ہوئی پائی گئی ہے۔"

"کہاں، کس جگہ؟"

"گھر ہی پر۔" فریدی نے کہا۔ "جگدیش وہیں ہے۔ اُسے ہمارے تعلقات کا علم تھا۔"

"تو پھر چلئے....!" حمید ہینگر سے پتلون کھینچتا ہوا بولا۔ "اُس نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور غسل خانے کا ارادہ ملتوی کر کے تیار ہو گیا۔ راستے میں فریدی نے کہا۔

"کل ہی اُس کی منگنی کا اعلان ہوا تھا۔ غالباً ہم نے نیو اسٹار میں اُن دونوں کی تصویریں نہ دیکھی ہوں گی۔ آج صبح ہی آئی ہیں اور وہ ایک حادثہ کا شکار ہو گیا۔"

"کاش اُنکی منگنی کا اعلان نہ ہوا ہوتا۔" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "یہ قتل ہی ہو سکتا ہے۔"

"کیوں....؟" فریدی چونک کر بولا۔

"اُس کے ایک دو نہیں بلکہ پانچ عدد رقیب تھے۔"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"آپ نہیں سمجھ سکتے۔" حمید سر ہلا کر بولا۔ "کبھی آپ کو روحی سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے؟"

"نہیں کبھی نہیں۔ البتہ اشرف ہی کی زبانی اُس کا تذکرہ ضرور سنا تھا۔"

"اُس سے زیادہ پرکشش لڑکی آج تک میری نظروں سے نہیں گزری۔" حمید بولا۔

"حمید یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ تم اپنی حسن پرستی کا اظہار کرو۔"

"میں مغموم بھی ہوں اور سنجیدہ بھی۔ آپ اُس لڑکی سے واقف نہیں۔ شاید منگنی کے اعلان کے وقت بھی اُسے اپنے فیصلے پر تردد رہا ہو۔"

"کیا بک رہے ہو؟"

"جی ہاں۔ وہ اُن پانچوں کو بھی ناپسند نہیں کرتی۔" حمید نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے کہ آپکو اُس سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ویسے بھی اشرف سے اُسکا کیا رشتہ تھا...؟"

"غالباً خالہ زاد بہن تھی۔"

"اور یہ پانچواں بھی.... اُن میں کوئی ماموں زاد ہے، کوئی چچازاد اور کوئی خالہ زاد، سبھی اچھی حیثیت والے تعلیم یافتہ اور نوجوان ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ روحی اشرف کے علاوہ اُن پانچوں میں بھی دل چسپی لیتی تھی۔"

"خیر چھوڑو! اس قسم کے اندازے قبل از وقت ہوں گے۔"

جاوید بلڈنگ کے سامنے کیڈی لاک پہنچ کر رک گئی۔ جاوید بلڈنگ ایک تین منزلہ عمارت تھی نچلی منزل میں صرف ایک بہت بڑا فلیٹ تھا جس میں اشرف رہتا تھا اور اوپری منزل میں دس بارہ چھوٹے چھوٹے فلیٹ تھے جن میں مختلف کرایہ دار رہتے تھے۔ یہ عمارت اشرف ہی کی تھی۔ یہی نہیں شہر میں اُس کی ایسی کئی عمارتیں تھیں جن کے کرائے کی شکل میں ہر ماہ ایک کثیر رقم وصول ہوتی تھی۔

اشرف کا شمار متمول آدمیوں میں ہوتا تھا اور اپنی حیثیت کے حلقوں میں وہ کافی عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ ایک خوش طبع اور قبول صورت نوجوان تھا۔ شکار کے شوق نے اُسے فریدی سے بھی متعارف کرا دیا تھا۔

جاوید بلڈنگ کے نیچے پولیس کار پہلے سے ہی موجود تھی جس سے فریدی نے اندازہ لگایا کہ وہاں ڈی ایس پی سٹی بھی موجود ہے۔ شائد جگدیش نے اس کے پہنچنے سے پہلے ہی فریدی کو فون کیا تھا۔ کوتوالی انچارج انسپکٹر جگدیش دونوں کی درمیاں کشیدگی سے بخوبی واقف تھا۔ اس لئے وہ خود ہی ایسے مواقع کو بچا جانے کی کوشش کرتا تھا جہاں اُن دونوں کے ٹکراؤ کا امکان ہو۔

"غالباً کوتوال صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔" حمید نے پولیس کار کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہو گا....!" فریدی نے لاپروائی سے کہا اور کیڈی سے اُتر گیا۔

وہ دونوں عمارت میں داخل ہوئے۔ دروازے پر کھڑا ہوا کانسٹیبل شاید اُن سے واقف تھا۔ اس لئے اُس نے بڑے ادب سے انہیں راستہ دے دیا۔

بڑے کمرے میں ایک سب انسپکٹر اور دو ہیڈ کانسٹیبلوں کے ساتھ انسپکٹر جگدیش موجود تھا۔ فریدی کو دیکھ کر وہ آگے بڑھا۔

"اچانک کوتوال صاحب بھی پہنچ گئے۔" اُس نے آہستہ سے کہا۔

"لاش کہاں ہے؟" فریدی نے پوچھا۔

"خواب گاہ میں۔ کوتوال صاحب وہیں ہیں۔" جگدیش مشوش لہجے میں بولا۔ "ابھی لاش

تجوری کے نیچے ہی ہے۔ فوٹو گرافروں کا انتظار ہے۔ میرا خیال ہے کہ اشرف صاحب سوتے سے اٹھے تھے۔ اُن کے جسم پر سلیپنگ سوٹ ہے۔"

"ہوں....!" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا میں لاش دیکھ سکتا ہوں؟"

"میں نے آپ کو اسی لئے فون کیا تھا مگر وہ....!"

"ڈی۔ایس۔پی۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"جی ہاں.... میں ڈرتا ہوں کہ کہیں جھڑپ نہ ہو جائے۔"

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ڈی ایس پی کچھ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے نکل آیا۔ فریدی پر نظر پڑتے ہی وہ رکا پھر طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اُس کے قریب آ گیا۔

"آپ کیسے....؟"

"آپ ہر موقع پر یہی سوال کرتے ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن آج میں آپ کو جواب نہیں دوں گا۔ ممکن ہے بات بڑھ جائے۔ ویسے میں مغموم ہوں۔ مرنے والا میرا دوست تھا۔"

"مسٹر فریدی! مجھے حیرت ہے۔ نہ جانے کیوں آپ کے سارے دوست احباب کسی نہ کسی حادثے ہی کے شکار ہوتے ہیں۔"

"اتفاق ہے۔"

"مجھے افسوس ہے۔" ڈی۔ایس۔پی سنجیدگی سے بولا۔ "میرے احباب بڑے سخت جان ہیں۔ ورنہ میں بھی سراغ رساں ہو جاتا۔"

"مشکل تو نہیں۔" فریدی بولا۔ "آپ خود ہی کیس کیجئے اور خود ہی سراغ لگائیے۔ ابتدائی مشقوں کے لئے یہ نسخہ بڑا مجرب ہے۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی لاش کو دیکھ لوں؟"

"کیا آپ نے کوئی خیال قائم کیا ہے؟" فریدی نے پوچھا۔

"بالکل سیدھا سادا کیس ہے۔" اچانک تجوری گرنے سے موت واقع ہو گئی۔

"ہو سکتا ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنے خیالات کا اظہار کر کے آپ کو پریشان نہیں کروں گا۔"

"آپ کو اس کی اطلاع کس طرح ہوئی؟" ڈی۔ایس۔پی نے پوچھا۔

"جگدیش صاحب جانتے تھے کہ وہ میرا دوست تھا۔"

"اوہ....!" ڈی۔ایس۔پی نے گھورتی ہوئی نظروں سے جگدیش کی طرف دیکھا پھر فریدی کی طرف مڑ کر بولا۔ "آئیے۔"

وہ واردات والے کمرے میں آئے اور حمید کو اپنا خون رگوں میں منجمد ہوتا محسوس ہونے لگا۔ اُس کے دوست اشرف کی لاش ایک وزنی اور بھاری بھرکم تجوری کے نیچے آدھی سے زیادہ دبی پڑی تھی۔ سر اور سینے کی حالت کا اندازہ دل ہی دل میں لگا کر وہ کانپ اٹھا۔ یقیناً سر جو نظر نہیں آ رہا تھا بُری طرح کچل گیا ہوگا۔ جگدیش کے بیان کے مطابق اشرف کے جسم پر سلیپنگ سوٹ ہی تھا اور پیر ننگے تھے۔ سونے کی پلنگ اُس کی لاش سے چار یا پانچ فٹ کے فاصلے پر رہی ہوگی۔ آدھا کمبل فرش پر تھا اور آدھا پلنگ پر سرہانے کی کرسی کے دونوں پائے اٹھے ہوئے تھے اور پشت دیوار سے ٹک گئی تھی۔

فریدی کی نظریں لاش پر جمی رہیں۔ پھر اُس نے چاروں طرف دیکھ کر لاش کی جانب دیکھا۔

"یہ غالباً سو رہا تھا۔" ڈی۔ایس۔پی نے سکوت توڑا۔ "سوتے سے اٹھا اور کسی طرح تجوری گر پڑی۔"

"ٹھیک ہے۔" فریدی نے اعتراف میں سر ہلایا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ شاید وہ کچھ اور بھی کہے گا لیکن فریدی پھر خاموشی سے لاش کا جائزہ لینے میں مشغول ہو گیا تھا۔ وہ لاش پر جھکا ہوا قرب و جوار کی زمین بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحے خلاء میں گھورتا رہا پھر بولا۔ "آپ کا خیال درست ہو سکتا ہے۔ میں بھی فی الحال یہی فرض کیے لیتا ہوں کہ یہ محض ایک اتفاقی حادثہ ہے۔"

"ٹھہریئے۔" ڈی۔ایس۔پی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "فرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی تھیوری ہو تو پیش کیجئے۔"

"بغیر کلیو کے تھیوری۔" فریدی خفیف سا مسکرایا۔ "ابھی تو میں معاملات کو سمجھ بھی نہیں سکا لیکن معلوم ہے کہ آپ کوئی تھیوری رکھتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے لیکن میں پہلے آپ کا خیال معلوم کرنا بہتر سمجھوں گا۔"

"بہتر ہے مگر پھر شکایت نہ کیجئے گا ہو سکتا ہے کہ میں معاملات کو الجھا دوں۔"

"کوشش کیجئے۔" ڈی۔ایس۔پی طنزیہ انداز میں مسکرایا۔ "ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُس نے سچ مچ معاملات کے متعلق کوئی خاص نظریہ قائم کر لیا ہو۔"

فریدی پھر فرش پر جھک کر کچھ دیکھنے لگا۔ اُس کی نظریں پلنگ کا جائزہ لیتی ہوئیں سرہانے والی کرسی کے اٹھے ہوئے اگلے پایوں پر جم گئیں۔ اُس نے سیٹی بجانے والے انداز میں اپنے ہونٹ سکوڑے اور اب تجوری کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ جگہ دیکھی جہاں تجوری رکھی رہی

ہو گی۔ یہاں فرش پر گرد و غبار میں اُس کے پیندے کا نشان صاف ظاہر تھا۔

شاید دس منٹ تک وہ کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھتا بھالتا رہا۔ اس دوران میں کئی بار اُس نے محدب شیشے کی مدد سے کئی چیزوں کا جائزہ لیا۔

"اب میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ اس حادثے کی اطلاع کس نے دی تھی؟"

فریدی سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

"ایک نوکر نے۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔

"اشرف کے پاس دو نوکر تھے۔ خیر اطلاع کس وقت دی؟"

"صبح چھ بجے۔"

"حالانکہ اگر یہ حادثہ رات ہی کو ہوا تھا تو انہیں اُسی وقت اس کی اطلاع ہو گئی ہو گی۔"

"کیوں....؟"

"تجوری کے گرنے سے کافی تیز آواز ہوئی ہو گی۔"

"انہوں نے کوئی آواز نہیں سنی۔ وہ دونوں دو بجے رات تک گھر سے باہر رہے تھے۔"

"اوہ! تب میں اُن سے کچھ سوالات کرنا ضروری سمجھوں گا۔" فریدی نے کہا۔

"لیکن آپ اُن سے کچھ بھی نہ معلوم کر سکیں گے کیونکہ وہ رات آٹھ بجے سے دو بجے تک یہاں تھے ہی نہیں۔ جن لوگوں کے ساتھ تھے انہوں نے تصدیق کر دی ہے۔"

"کہاں تھے؟" فریدی نے پوچھا۔

"سرکس دیکھنے گئے تھے۔ اوپری منزل کے دو کرایہ دار کے خاندان بھی اُن کے ہمراہ تھے۔"

"لیکن اس کے باوجود بھی میں کچھ سوالات کرنا پسند کروں گا۔" فریدی بولا۔

دونوں نوکر بلائے گئے جو صدمے اور خوف سے زرد ہو رہے تھے۔ انہوں نے اپنی غیر حاضری کا سبب وہی بتایا جو اُس سے پہلے ڈی۔ ایس۔ پی بتا چکا تھا۔ اُن کی موجودگی میں رات میں کوئی اشرف سے ملنے بھی نہیں آیا تھا۔

"کیا یہ تجوری پہلے بھی کبھی گر چکی ہے؟" فریدی نے سوال کیا۔

اس کا جواب دونوں نوکروں نے نفی میں دیا۔

"ظاہر ہے کہ گھر میں اشرف کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ پھر تم اندر کس طرح داخل ہوئے؟"

"ہم پچھلے دروازے میں باہر سے تالا لگا کر گئے تھے۔" ایک نوکر نے کہا۔

"جی ہاں۔"

"تم جب واپس آئے تو تالا اُسی طرح بند تھا....؟"

"جی ہاں۔"

"اچھا! تمہارے اس معمول سے دوسرے لوگ تو واقف نہ ہوں گے؟"

"جی نہیں.... سب جانتے ہیں۔ یہاں کے سب کرایہ دار۔"

"اشرف کے دوست احباب بھی؟"

"اس کے متعلق علم نہیں۔" نوکر بولا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" فریدی نے دوسرے نوکر سے پوچھا۔

"ممکن ہے کہ جانتے ہوں۔" اُس نے تھوک نگل کر جواب دیا۔

"تم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے....؟"

"جی نہیں۔"

اس کے بعد بھی فریدی نے اُن سے بہتیرے سوالات کیے اور ڈی۔ ایس۔ پی اکتائے ہوئے انداز میں طرح طرح کے منہ بناتا رہا۔ آخر فریدی نے نوکروں کو رخصت کر دیا۔

"ہاں جناب! اب فرمائیے۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے پھر چٹکی لی۔

"میں اسے اتفاقی حادثہ نہیں سمجھتا۔" فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اس وزنی تجوری کا اپنی جگہ سے جنبش کرنا بھی قریب قریب ناممکن سا ہے۔ جب تک کہ کئی ہاتھ نہ لگیں۔ دوسری صورت میں یہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اُسے پیچھے سے دھکیلا جائے۔ نشان بتاتا ہے کہ وہ دیوار سے تقریباً ڈیڑھ فٹ کے فاصلہ پر رکھی ہوئی تھی۔ اتنی جگہ میں ایک آدمی بہ آسانی کھڑا ہو سکتا ہے۔"

"اس حقیقت سے کس کافر کو انکار ہو سکتا ہے۔" ڈی۔ ایس۔ پی مسکرا کر بولا۔

"میں اسے قتل عمد سمجھتا ہوں۔" فریدی نے کہا "میرے ذہن میں کوئی چور اُچکا نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔" ڈی۔ ایس۔ پی بولا۔

"مطلب یہ کہ اشرف کی جان تجوری کی وجہ سے نہیں گئی بلکہ تجوری کو جان بوجھ کر اُس کی زندگی ختم کر دینے کا ذریعہ بنایا گیا۔"

"وہ کس طرح....؟"

"بس فی الحال میں اتنا ہی عرض کر سکتا ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "اب میں آپ کے نظریئے کے لئے بے چین ہوں۔"

"لیکن فی الحال آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اُس کے لئے آپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے؟"

"میں دلیل کے بغیر کبھی کوئی بات نہیں کہتا۔"

"میں وہ دلیل سننا چاہتا ہوں۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔

"تجوری خود سے نہیں گر سکتی اور نہ اشرف اتنا احمق تھا کہ خود سے اُسے اپنے اوپر گرا لیتا۔"

"اس کا اعتراف میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

"سنتے جایئے۔" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں سارے امکانات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ فرض کیجئے وہ کوئی چور تھا۔ اُس نے چوری کی نیت سے تجوری کھولنی چاہی۔ اتنے میں اشرف کی آنکھ کھل گئی لیکن قبل اس کے کہ وہ چور کو دیکھتا چور تجوری کے پیچھے چھپ گیا۔ یا اشرف نے اُسے دیکھ ہی لیا جیسے ہی وہ تجوری کی طرف جھپٹا، چور نے تجوری اُس پر دھکیل دی۔ اشرف اُس کے نیچے دب گیا۔ لیکن آپ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اُس کا سر تجوری کی طرف ہے اور وہ اوندھا پڑا ہے۔ حالانکہ تجوری کا دھکا لگتے ہی اُسے چت گرنا چاہئے تھا۔ اس صورت میں اُس کا سر پلنگ کی سمت ہوتا اور شاید اُس کی ٹانگیں تجوری کے نیچے دبی ہوتیں۔"

"ہو سکتا ہے کہ وہ پلنگ سے اٹھتے اٹھتے ہی اوندھے منہ گر پڑا ہو۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔

"تو چلئے بات بھی ختم ہو گئی۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "قتل عمد ثابت ہو گیا۔"

"کیوں....؟" ڈی۔ ایس۔ پی بوکھلا گیا۔

"سیدھی سی بات ہے اُس کے گر پڑنے کے بعد چور فرار بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ پہلے اُس نے تجوری گرا کر اُسے کچل دیا پھر نکل بھاگا۔ اتفاقیہ حادثہ ہم اسے اُس وقت کہہ سکتے تھے جب ان دونوں کی جدوجہد کے دوران میں تجوری دھکا لگنے کی بناء پر اُس پر آگرتی اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا تھا جب وہ تجوری کے پیچھے والی ڈیڑھ فٹ چوڑی جگہ میں ہوتی اور یہ بالکل ناممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ پیچھے ہوتے تو آگے کی طرف گری ہوئی تجوری کے نیچے وہ کس طرح دبتا۔"

ڈی۔ ایس۔ پی کچھ نہ بولا۔ اُس نے شروع ہی سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کر کے عقلمندی کا ثبوت دیا تھا۔

"لیکن....!" فریدی تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میں چور والی تھیوری کا قائل نہیں ہوں۔"

"اچھا تو اب آپ الجھائیں گے اس معاملے کو۔" ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا۔

"الجھانے کا سوال ہی نہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت

بہت ہی اطمینان کے ساتھ کیا گیا ہے۔"

"کس طرح....؟"

"ٹھہریئے میں ایک بار پھر اُن نوکروں سے گفتگو کروں گا۔" فریدی نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ حمید بھی اُس کے پیچھے تھا۔ ڈی۔ ایس۔ پی اُسی کمرے میں آگیا جہاں انسپکٹر جگدیش وغیرہ تھے۔ تھوڑی دیر بعد فریدی پھر نوکروں سے استفسار کر رہا تھا۔

"خواب گاہ کی صفائی کون کرتا ہے؟"

"میں....!" ایک نوکر بولا۔

"روزانہ....؟"

"جی ہاں۔"

"کیا تم نے کبھی خواب گاہ میں شیشے کی گولیاں دیکھی ہیں۔" فریدی نے پوچھا۔

کوٹ اور گولیاں

اس سوال پر نہ صرف حمید چونکا بلکہ دوسرے بھی فریدی کو تحیر آمیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ نوکر چند لمحے خاموش رہا۔ شاید وہ بھی اس غیر متوقع اور بظاہر اہم سوال کے متعلق غور کرنے لگا تھا۔

"شیشے کی گولیاں؟" نوکر ذہن پر زور دیتا ہوا بولا۔ "میں نہیں سمجھا کہ شیشے کی گولیوں سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"شیشے کی گولیوں سے مراد صرف شیشے کی گولیاں ہیں۔ ایسی گولیاں جو سوڈا واٹر کی بوتلوں میں ہوتی ہیں۔"

"جی نہیں اس قسم کی گولیاں گھر میں کبھی نہیں تھیں۔"

"خواب گاہ کی صفائی کرتے وقت بھی کبھی تمہاری نظروں سے نہیں گذریں؟"

"جی نہیں.... کبھی نہیں۔"

"کل تم نے صفائی کی تھی؟"

"جی ہاں۔"

"تب پھر شاید تم نے ملبوسات کی الماری کے نیچے سے گرد نہیں نکالی تھی۔"

"صاحب ایک ایک کونہ صاف کراتے تھے اور الماری کے نیچے تو خاص طور سے روز ہی ہاتھ لگانے پڑتے ہیں کیونکہ ایک بار اس کے پیندے میں دیمک لگ چکی ہے۔"

"اوہ.... لیکن تمہیں شیشے کی تین گولیاں نہیں دکھائی دی تھیں؟"

"قطعی نہیں حضور.... اگر دکھائی دیتیں تو مجھے حیرت بھی ہوتی۔ کیونکہ نہ تو ہمارے یہاں کبھی بچے آتے ہیں اور نہ ایسے سوڈے کی بوتلیں جن میں گولیاں ہوتی ہیں۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ آج کل شہر میں کوئی ایسی فیکٹری نہیں جو کراؤن کارک والی بوتلوں کے علاوہ کسی اور قسم کی بوتلوں میں سوڈا بھرتی ہو۔ اچھا تم جاسکتے ہو۔"

نوکر چلے گئے۔ فریدی فاتحانہ نظروں سے ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کی طرف دیکھنے لگا۔ اتنے میں فوٹوگرافر بھی آگئے اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی نے پھر کوئی سوال نہیں کیا۔ حالانکہ حمید بُری طرح الجھ رہا تھا۔ آخر ان گولیوں کا مطلب، فریدی کس نتیجے پر پہنچا ہے اور واردات کے متعلق حقیقتاً اُس کا نظریہ کیا ہے۔

جب فوٹوگرافر اپنا کام ختم کر چکے تو ڈی۔ ایس۔ پی بھی لاش اٹھوانے کا حکم دیتا ہوا چلا گیا۔ فوٹوگرافروں کے ساتھ ڈاکٹر بھی آیا تھا۔ بہر حال حمید اس کے بعد کمرے میں جانے کی ہمت نہیں کر سکا۔ تجوری اٹھنے کے بعد وہ اُس لاش کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اپنے اتنے دنوں کے تجرباتی دور میں شاید ہی اُس نے کبھی اتنی کمزوری کا احساس کیا ہو۔

لاش اٹھ جانے کے بعد ہی وہ اس کمرے میں جاسکا۔ اب کمرے میں صرف فریدی اور انسپکٹر جگدیش رہ گئے تھے۔ فریدی اب بھی کمرے کی بعض چیزوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جگدیش کی طرف مڑ کر بولا۔

"کیا تمہارے کوتوال صاحب نے کوئی نظریہ قائم کیا تھا....؟"

"جی ہاں.... وہی چور والی بات۔ اُن کا خیال ہے کہ اشرف نے جاگ کر چور پکڑ لیا تھا۔ دونوں میں جدوجہد ہوئی اور نتیجے کے طور پر تجوری اُس پر آرہی۔"

"لغو....!" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔ حمید کو فریدی کے سکون اور اطمینان پر حیرت ہو رہی تھی۔ کیا اُس کی نظروں میں لاشوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی تھی۔ خواہ وہ اپنے آدمیوں کی ہوں خواہ غیروں کی وہ اُن سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں ہوتا تھا۔

فریدی چند لمحے تجوری کی طرف دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تجوری مقفل ہے۔ اگر یہ کھلی ہوئی بھی

ملتی تو میں اس نظریئے کو تسلیم کر لیتا۔ اگر چور اتنا ہی دیدہ دلیر تھا کہ بھاگ نکلنے کی بجائے اشرف کو کچل دینے کا منتظر رہا ہو تو وہ بعد کو تجوری سیدھی کر کے اسے کھول بھی سکتا تھا۔ نہیں جگدیش صاحب۔ وہ تجوری کے لئے یہاں ہرگز نہیں آیا تھا۔"

"آپ کہتے ہیں کہ یہ کام اطمینان سے کیا گیا۔" جگدیش نے کہا۔ "تو آخر تجوری استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ گلا بھی گھونٹا جاسکتا تھا۔ ایک تیز دھار والا خنجر۔"

"ٹھہرو....!" فریدی اُس کی بات کاٹ کر بولا۔ "اس سٹ اپ کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ چور والا نظریہ ذہن نشین کرانا چاہتا تھا۔ لیکن اُس نے تھوڑی سی غلطی کی۔ خیر ہاں تو یہ گولیاں۔"

فریدی نے جیب سے تین گولیاں نکالیں اور گفتگو جاری رکھی۔ "پچھلی رات یہاں ایسی بہتیری گولیاں رہی ہوں گی جنہیں اشرف کو گرانے کے لئے استعمال کیا ہوگا۔"

فریدی نے گولیاں زمین پر ڈال دیں پھر ٹہلتا ہوا کمرے کے آخری سرے تک گیا۔ واپسی پر اُس کی رفتار تیز تھی۔ اُس کا ایک پیر انہیں گولیوں پر پڑ کر پھسلتا چلا گیا۔ اگر اُس نے توازن برقرار نہ رکھا ہوتا تو گر ہی پڑا تھا۔

"تم نے دیکھا۔" فریدی سنبھل کر جگدیش سے بولا۔ "بہتیری گولیاں پلنگ کے قریب پڑی رہی ہوں گی۔ اُسے کسی تدبیر سے جگایا گیا اور جیسے ہی وہ جھپٹ کر اٹھا اس کا پیر گولیوں پر پھسل گیا اور اس کے گرتے ہی اُس پر تجوری دھکیل دی گئی۔ پھر بڑی احتیاط سے سارے نشانات مٹائے گئے لیکن یہ گولیاں اتفاق سے الماری کے نیچے لڑھک گئی تھیں۔ ورنہ یہ بھی یہاں موجود نہ ہوتیں۔"

"میں پھر عرض کروں گا کہ اتنی سی بات کے لئے اتنا جھنجھٹ کیوں؟" جگدیش نے کہا۔

"اگر قاتل تجوری ہی کے نیچے اُسے کچلنا چاہتا تھا تو اُس نے گولیوں والا طریقہ کیوں اختیار کیا۔ کیونکہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اُس کا پیر نہ پھسلتا۔ اس سے زیادہ سیدھی سادی چیز تو کلوروفارم تھی۔ اطمینان سے اُسے بے ہوش کرتا پھر اُسے فرش پر ڈال کر تجوری گرا دیتا۔"

"اور پھر....!" فریدی طنزیہ لہجے میں بولا۔ "پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کلوروفارم کی کہانی سنا دیتی اور قتل عمد ثابت ہو جاتا کیوں؟ اگر اُسے یہی کرنا ہوتا تو وہ اس سے بھی زیادہ سیدھی سادی چیز چھری استعمال کرتا۔"

"عجیب معاملہ ہے۔" جگدیش سر ہلا کر بولا۔

"بہر حال اس سارے سٹ اپ کا مطلب یہی ہے کہ قاتل خود بھی جانتا تھا کہ اُس پر شبہہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے اُس نے چور والا نظریہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے۔"

"چلئے اب آئی مصیبت....!" جگدیش مسکرا کر بولا۔ "اب ہمیں کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈنا پڑے گا جس سے اشرف کی دشمنی رہی ہو اور وہ یقیناً ایسا ہی آدمی ہوگا جس سے کچھ دوسرے لوگ بھی اشرف کے دشمن کی حیثیت سے واقف ہوں گے۔ ورنہ پھر اُسے پہچان لیے جانے کا خدشہ ہو ہی نہیں سکتا۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن اس میں بھی ایک دوسری صورت ہو سکتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ سب کچھ قتل کا مقصد چھپانے کے لئے کیا گیا ہو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم نے شاید آج کا نیو اسٹار نہیں دیکھا۔" فریدی نے کہا۔ "اس میں اشرف اور روحی کی منگنی کی خبر آئی ہے اور اُن کی تصویریں بھی شائع ہوئی ہیں۔ منگنی کا اعلان کل شام کو ہوا تھا۔"

"اوہ....!" جگدیش یک بیک اچھلتا ہوا بولا۔ "رقابت! یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ؟"

"اس کے بھی امکانات ہو سکتے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"بہرحال آپ اس کیس میں دلچسپی لیں گے۔" جگدیش بولا۔

"مجھے لینی ہی پڑے گی۔ تم جانتے ہو کہ وہ میرے کتنے قریبی دوستوں میں سے تھا۔"

"تو اب میرے خیال سے اس مکان کو مقفل کرنا پڑے گا۔" جگدیش نے کہا۔

"اشرف کا کوئی.... وارث....؟"

"میرا خیال ہے روحی کی ماں کے علاوہ اور اُس کا کوئی قریبی عزیز نہیں ہے۔"

"وہی اشرف کی منگیتر....؟"

"ہاں.... وہی....!" فریدی ایک طویل سانس لے کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"آپ بالکل خاموش ہیں۔" جگدیش نے حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھے صدمہ ہے۔ گہرا صدمہ... اور حقیقت تو یہ ہے کہ ابھی میں اس محکمے کے قابل نہیں ہوں۔"

اس جملے پر فریدی نے حمید پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اُس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ نہ اُس پر غم کے آثار تھے اور نہ تشویش کے۔ تھوڑی دیر بعد وہ حمید کی طرف مڑ کر بولا۔ "ذرا اُن نوکروں کو پھر بلاؤ۔ میں کچھ اور پوچھوں گا۔"

حمید چلا گیا۔ وہ چونکہ یہاں سینکڑوں بار پہلے بھی آچکا تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ نوکر کس کمرے میں ملیں گے۔ کمرے کے دروازے پر وہ ٹھٹکا۔

"دیکھو! چلے جاؤ۔" ایک نوکر غالباً دوسرے سے کہہ رہا تھا۔ "پتہ نہیں یہ کس کا ہے۔

"تم کیوں نہیں جاتے۔ مجھے خاکی وردیوں سے ہول آتا ہے۔"

"ڈرنے کی کیا بات ہے چلے جاؤ۔ میں دراصل اب اُس کمرے میں نہیں جانا چاہتا۔ میرا دم الٹنے لگتا ہے۔"

دوسرے لمحے میں حمید کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ دونوں بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔ حمید سے وہ اچھی طرح واقف تھے۔

"تم کیا کہنا چاہتے تھے؟" حمید نے پوچھا۔

"صاحب! یہ کوٹ۔" ایک نوکر نے اپنے سامنے پڑے ہوئے کوٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ہمیں راہداری میں پڑا ملا ہے۔ پتہ نہیں کس کا ہے۔ گھر میں تو اس قسم کا کوئی کوٹ کبھی نہیں تھا۔"

حمید نے کوٹ ہاتھ میں اٹھایا۔ معمولی گرم کپڑے کا پرانا کوٹ تھا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" حمید بولا۔

فریدی نے بھی اس کوٹ کو حیرت کی نظروں سے دیکھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ پہلے گھر میں نہیں تھا....؟" فریدی نے کہا۔

"جی ہاں.... صاحب کبھی گھٹیا کپڑے نہیں پہنتے تھے۔" نوکر نے جواب دیا۔

فریدی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ دوسرے لمحے میں اُس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کا شناختی کارڈ تھا اور جیسے ہی اُس نے اُس کی تہہ کھولی۔ اُس کی آنکھوں سے حیرت ظاہر ہونے لگی۔

"یہ تو یونیورسٹی کا کوئی طالب علم ہے۔" اُس نے حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا ان لوگوں میں سے بھی کوئی زیرِ تعلیم ہے؟ اِدھر آؤ یہ دیکھو۔"

حمید اور جگدیش دونوں اُس کی طرف بڑھے۔ فریدی نے کارڈ پر چپکی ہوئی تصویر اُن کے سامنے کر دی۔ یہ ایک نو عمر آدمی کی نصف تصویر تھی۔ جس کے نیچے تحریر تھا۔ "شاہد جمیل فورتھ ایئر آرٹس۔" حمید کے لئے یہ چہرہ بالکل نیا تھا۔ وہ اُن پانچ آدمیوں میں سے نہیں تھا۔

فریدی حمید سے نفی میں جواب پا کر نوکروں کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا یہ آدمی تمہارے صاحب کے دوستوں میں سے تھا....؟"

"پتہ نہیں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔" ایک نوکر نے تصویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دوسرے نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔

"تم نے اس کوٹ میں سے کوئی اور چیز تو نہیں نکالی....؟"

"نہیں صاحب.... ہم نے ہاتھ بھی نہیں لگایا۔"

فریدی چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر جگدیش کی طرف دیکھ کر بولا۔ "سوال یہ ہے کہ اگر یہ مجرم ہی کا ہے تو وہ اُسے یہاں اتنی لاپرواہی سے کیوں چھوڑ گیا اور اس میں ایک ایسی چیز بھی رہنے دی جو اُس تک پولیس کو نہایت آسانی سے پہنچا سکتی ہے۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ فریدی تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا۔ "آخر یہ کوٹ آیا کہاں سے۔ اگر یہ قاتل ہی کا ہے تو مجھے حیرت ہے۔ وہ جس نے اتنی احتیاط سے سارے نشانات مٹانے کی کوشش کی..... ایسی فاش غلطی کس طرح کر سکتا ہے۔ جگدیش صاحب تمہارے آفیسر کا خیال صحیح تھا کہ میرا ہاتھ لگتے ہی معاملات پیچیدہ شکل اختیار کرلیں گے۔"

"مجھے بڑی گھٹن محسوس ہو رہی ہے۔" دفعتاً حمید نے کہا۔ "میں یہاں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا۔"

"تم جاسکتے ہو۔ تمہارے لئے ایک کام نکل آیا ہے۔ یہ شناختی کارڈ لے کر یونیورسٹی جاؤ۔ حالانکہ آج اتوار ہے لیکن تم پراکٹر سے مل کر اس لڑکے کے متعلق تفصیلات حاصل کر سکو گے۔ ممکن ہے آفس بھی کھلا ہو۔ اگر لڑکا ڈے اسکالر ہو تو اب بھی تم اُس کے داخلے کے فارم سے اُس کا پتہ معلوم کرلو گے۔"

حمید شناختی کارڈ لے کر چلا گیا۔

"ہمیں نشانات کیلئے اس کمرے تک محدود نہیں رہنا چاہئے۔" فریدی نے جگدیش سے کہا۔

وہ اس کمرے سے نکل کر نشست کے کمرے میں آئے۔ یہ کمرہ بیرونی دروازے والی راہداری کے بالکل سرے پر تھا۔

"کیا اس کمرے کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا تھا....؟" فریدی نے جگدیش سے پوچھا۔

"جی نہیں.... ہم میں سے کسی نے بھی دوسرے کمروں کی طرف دھیان نہیں دیا۔"

"کوٹ تمہیں کہاں ملا تھا....؟" فریدی نے پلٹ کر نوکر سے پوچھا۔

"یہاں... اس جگہ۔" نوکر نے کمرے کے دروازے کے سامنے کی جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ....!" فریدی نے جگدیش کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں بھی ادھر ہی سے گذر کر اندر آیا تھا لیکن میری نظر اُس پر نہیں پڑی۔ ظاہر ہے کہ تم لوگوں نے بھی اُسے نظر انداز کر دیا تھا۔"

"واقعی! مجھے حیرت ہے۔" جگدیش بولا۔

"کیا وہ کوٹ ہمارے آنے کے بعد ملا تھا....؟" فریدی پھر نوکروں کی طرف مڑا۔

"جی ہاں....!" ایک نوکر نے کہا۔ فریدی نے دوسرے کی طرف دیکھا جو اُس کی نظروں کی

تاب نہ لاکر کانپ گیا۔ اُس کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

"کیا تم کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہو....؟" فریدی نے نرم لہجے میں اُس سے کہا۔

"ج.... جی.... مم.... مجھے صبح ہی ملا تھا۔"

"تو تم نے اُسے چھپایا کیوں؟" فریدی کی تیز نظریں پہلے نوکر کے چہرے پر جم گئیں۔

"میں کچھ نہیں جانتا صاحب۔ اُس نے مجھ سے جو کچھ بتایا میں نے آپ سے کہہ دیا مجھے تو پتہ نہیں تھا۔"

"کیوں....؟" فریدی نے دوسرے سے کہا۔ "تم نے پہلے ہی سچی بات کیوں نہیں بتائی؟"

"میں بھول گیا تھا سرکار.... میں نے اسے اٹھا کر اپنے کمرے میں ڈال دیا تھا۔ آج ہوش تو ٹھکانے نہیں۔"

فریدی چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر نوکروں سے بولا۔ "اب جاؤ لیکن گھر سے باہر نہیں.... ہو سکتا ہے کہ پھر تمہاری ضرورت پڑے۔"

وہ کمرے میں داخل ہو چکے تھے۔ فریدی نے چاروں طرف اچٹتی سی نظر ڈالی اور جگدیش سے بولا۔ "اُس کوٹ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟"

پھر وہ اُس کے جواب کا انتظار کیے بغیر صوفوں کے درمیان رکھی ہوئی چھوٹی میز کے پایوں کی طرف جھک گیا۔

"اس کوٹ نے مجھے بھی چکر میں ڈال رکھا ہے۔" جگدیش نے کہا اور اس کے بعد بھی کچھ کہتے کہتے رک گیا کیونکہ اُس نے فریدی کو فرش سے کوئی چیز اٹھاتے دیکھ لیا تھا۔ یہ ایک رومال تھا جسے فریدی غور سے دیکھ رہا تھا۔

"آہم....!" فریدی آہستہ سے بڑبڑایا۔ "لپ اسٹک کے دھبے۔ ایک کونے پر حرف آر "R" کڑھا ہوا ہے۔"

جگدیش تیزی سے فریدی کی طرف بڑھا۔ فریدی نے رومال میز پر ڈال دیا تھا اور اب پھر فرش پر جھکا ہوا کچھ دیکھ رہا تھا۔ جگدیش نے رومال اٹھا لیا جس سے ایوننگ ان پیرس کی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی اور اس پر واقعی کئی جگہ لپ اسٹک کے دھبے تھے۔

تھوڑی دیر بعد فریدی پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اور اُس نے جگدیش سے کہا۔ "ذرا نوکروں کو پھر آواز دینا۔"

کوٹ والے واقعے کے بعد سے دوسرا نوکر بھی بہت زیادہ سراسیمہ نظر آنے لگا تھا۔ پہلے کی

حالت تو خیر شروع ہی سے ابتر تھی۔

"کیوں بھئی.... اس کمرے کی صفائی کب سے نہیں ہوئی؟" فریدی نے اُن سے پوچھا۔

"کل شام ہی کو میں نے صاف کیا تھا۔" ایک نے کہا۔

"اچھی طرح یاد ہے۔ سوچ سمجھ کر جواب دینا.... یہ بہت اہم ہے۔"

"جی ہاں.... ہمارے معمول میں کبھی فرق نہیں آتا۔"

"اور کل شام سے رات تک تمہاری موجودگی میں کوئی اشرف سے ملنے نہیں آیا۔"

"جی نہیں.... مجھے اچھی طرح یاد ہے اور صاحب کا بھی کہیں جانے کا ارادہ نہیں تھا کیونکہ انہوں نے ہماری موجودگی ہی میں سونے کے کپڑے پہن لیے تھے۔"

"جگدیش یہ بات اہم ہے۔ اسے نوٹ کرلو۔" فریدی نے کہا اور پھر نوکروں سے مخاطب ہوگیا۔

"خاتون روحی یہاں کبھی آتی ہیں؟"

"جی ہاں اکثر....!"

"اکثر خلاف توقع رات میں بھی آئی ہوں گی؟"

"جی نہیں ایسا اتفاق تو کبھی نہیں ہوا۔"

"ہوں.... کوئی اور.... میرا مطلب ہے جان پہچان کی دوسری عورتیں....؟"

"کبھی نہیں....!" نوکر کا لہجہ ناخوشگوار ہوگیا۔ "صاحب ایسے آدمی نہیں تھے۔"

"ہوں اچھا....!" فریدی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "جاؤ۔"

نوکروں کے چلے جانے کے بعد فریدی جگدیش سے بولا۔ "اگر نوکر کا بیان صحیح ہے کہ کل شام کو اُس نے اس کمرے کی صفائی کی تھی تو بھی یہاں کوئی آیا تھا۔ شاید کوئی عورت.... ایک مرد کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے لیکن وہ اشرف نہیں ہوسکتا۔"

"کیسے.... کس طرح؟"

"یہ سگار کی راکھ.... یہ رہی.... ادھر دیکھو.... اشرف سگار نہیں پیتا تھا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اشرف ان دونوں کی موجودگی میں اس کمرے میں آیا ہی نہیں۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"ایک ذاتی تجربے کی بناء پر.... دیکھو میز پر رکھا ہوا ایش ٹرے بالکل خالی ہے اور اشرف چین اسموکر تھا۔ ایک سگریٹ سے دوسری سلگانے والا۔ اگر وہ یہاں آکر ان دونوں کے ساتھ

بیٹھا ہوتا تو کم از کم ایک سگریٹ کا ٹکڑا تو ضرور ہی ایش ٹرے میں ہوتا اور یہاں فرش پر بھی کہیں سگریٹ کی راکھ نہیں دکھائی دیتی۔"

"اچھا وہ عورت....؟" جگدیش کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا آپ اس رومال کی وجہ سے عورت کے متعلق سوچ رہے ہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ رومال کسی مرد کا بھی ہوسکتا ہے اس بناء پر اُسے کسی عورت کا نہیں سمجھا جاسکتا کہ اس پر لپ اسٹک کے دھبے ہیں۔"

"پھر عورت کا وجود کس طرح ثابت ہوتا ہے؟"

"ذرا ٹھہرو۔" فریدی ہاتھ اٹھا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "عورت کے متعلق محض قیاس ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے یہ ہیئر پن مجھے میز کے پائے کے نیچے دبا ہوا ملا ہے۔ میں کہہ نہیں سکتا کہ اس کا تعلق کل رات ہی کو آنے والوں سے ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ پہلے کبھی کا ہو۔ نوکر صفائی کرتے وقت اسے نظرانداز کرتے رہے ہوں۔"

جگدیش ہیئر پن کو ہاتھ میں لے کر دیکھنے لگا۔ سیاہ رنگ کا معمولی سا ہیئر پن تھا۔ پھر اُس نے اُسے بھی رومال کے قریب ہی میز پر ڈال دیا۔

فریدی نے شروع سے آخر تک سارے کمروں کا جائزہ لینے کی مہم شروع کردی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران میں ڈی۔ ایس۔ پی سٹی ایک مجسٹریٹ کے ساتھ دوبارہ وہاں پہنچ گیا تھا اور اب شاید مکان کو سرکاری طور پر مقفل کردیئے جانے کے سلسلے میں کاروائی شروع ہونے والی تھی۔ فریدی نے ڈی۔ ایس۔ پی سے کوئی گفتگو نہیں کی اور اُس نے جگدیش کو بھی اپنی چھان بین کے متعلق کچھ بتانے سے منع کردیا۔ اپنی تحقیقات مکمل کرلینے کے بعد وہ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ حمید گھر پر اُس کا منتظر تھا۔

"لڑکا ہوسٹلر نہیں ہے۔" حمید نے اپنی تفتیش کے متعلق بتانا شروع کیا۔ "شرما اسٹریٹ کی ایک عمارت شنکر لاج کے چودھویں فلیٹ میں رہتا ہے۔ میں وہاں بھی گیا تھا لیکن وہ موجود نہیں تھا۔ پڑوسیوں سے میں نے فی الحال پوچھ گچھ نہیں کی۔"

"خیر پھر دیکھیں گے۔" فریدی بولا۔ "مجھے اُس کا کوٹ الجھن میں ڈال رہا ہے۔ اگر صرف شناختی کارڈ کہیں پڑا ہوا ملتا تو کوئی بات نہ تھی۔ تم خود سوچو جس نے اتنے اطمینان سے واردات کی ہو وہ اپنا کوٹ وہاں کس طرح چھوڑ سکتا ہے۔ نہ صرف کوٹ بلکہ شناختی کارڈ بھی۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اُس کا سر بُری طرح چکرا رہا تھا۔ اشرف کی کچلی ہوئی لاش اُس کی آنکھوں

کے سامنے آجاتی تھی۔

نئی کہانی

شام خوشگوار ضرور تھی لیکن حمید کا دل کچھ بجھا ہوا تھا۔ فریدی نے کئی بار اُسے موڈ میں لانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ناکام رہا۔

ہر وقت قہقہے لگانے والوں پر حالانکہ کسی غم کا اثر دیرپا نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ تھوڑا سا غم انگیز واقعہ اُن کے لئے جاں گسل ہوتا ہے۔ کہ کچھ دیر کے لئے اُن کی رجائیت ک… م ہل جاتی ہیں۔

وہ بڑی دیر سے اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ یکایک وہ برآمدے… ں آیا جہاں فریدی آرام کرسی پر لیٹا آنکھیں بند کیے سوچ رہا تھا۔ بجھا ہوا سگار اُس کی انگل… ں میں دبا ہوا تھا۔

"کیا آپ سو رہے ہیں....؟" حمید نے اُسے مخاطب کیا۔ فریدی چونک کر اُس کی طرف دیکھنے لگا اور پھر خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر کبھی مجھے اسی قسم کا کوئی حادثہ پیش آیا تو شاید تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے۔"

"میرے بات چھوڑیئے۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "آخر آپ اس رومال کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں؟"

"نہیں میں اسے نظر انداز نہیں کر رہا ہوں۔" فریدی بجھا ہوا سگار سلگا کر بولا۔ "ویسے کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ روحی کا ہو سکتا ہے؟"

"روحی؟" حمید بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "اس کیس میں کہیں نہ کہیں روحی کا قدم ضرور ہے اور میں ریاض اور رشید کو بھی نظر انداز کرنا نہیں چاہتا۔"

"ریاض اور رشید سے میں واقف ہوں۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن وہ بقیہ تین کون ہیں؟"

"صابر، مسعود اور فیض لیکن ان تینوں کے اشرف سے بھی تعلقات تھے۔ ریاض اور رشید سے اُس کا کئی بار جھگڑا ہو چکا ہے۔"

"خوب....!" فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اور ان دونوں ہی کے ناموں کے پہلے حروف "آر" ہیں۔ روحی کو بھی شامل کر لو۔ اب ترکے کے طور پر اشرف کا سارا اثاثہ روحی کے خاندان

میں جائے گا۔ روحی اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی ہے۔ لہٰذا جس کے ساتھ روحی کی شادی ہوگی وہی اشرف کی دولت کا بھی مالک ہوگا۔ کیوں؟ یہی سوچ رہے تھے نا....؟"

"کیا میں غلط سوچ رہا تھا....؟" حمید جھلا کر بولا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ایک احمق آدمی بھی یہی سوچے گا۔ خیر چھوڑو اسے ہمیں تعزیت کیلئے روحی کے یہاں چلنا ہے۔ وہ تو تمہیں اچھی طرح پہچانتی ہوگی؟"

"اچھی طرح! لیکن میں اُس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"آخر کیوں؟" فریدی نے حیرت سے کہا۔

"بس یونہی۔ پتہ نہیں کیوں۔ اگر میں کوئی سیدھی سادی وجہ بیان کروں گا تو آپ نفسیاتی نکتہ نظر سے روحی کے ذہن کی جڑیں ٹٹولنے لگیں گے۔"

"میں سمجھا۔ تمہیں اُس کے پانچ عدد عاشقوں پر اعتراض ہے۔"

"مجھے پانچ سو سے بھی غرض نہیں لیکن روحی۔ وہ کیوں بیک وقت چھ آدمیوں میں دلچسپی لے رہی تھی؟"

"اُوں ہوں....!" فریدی نفی میں سر ہلا کر بولا۔ "چھ آدمی نہ کہو بلکہ اُس کی چھ پسندیدہ مختلف قسم کی خصوصیات کہو جو اُن میں سے ہر ایک میں موجود تھیں۔ خیر اس کی بحث فضول ہے۔ غالباً تم روحی کے یہاں چلنے کے لئے تیار ہو۔"

حمید راستے میں بھی روحی کے یہاں جانے کے خلاف احتجاج کرتا رہا۔ اس کی ایک وجہ اور بھی تھی۔ اُسے دراصل کہیں رسمی تعزیت کے سلسلے میں جانے میں ہمیشہ کوفت ہوتی تھی۔ مرنے والے کے متعلق اظہار غم کرتے وقت نجانے کیوں وہ خود کو احمق محسوس کرنے لگتا تھا۔

"خیر اگر تم نہیں چاہتے۔" فریدی آخر کار بولا۔ "تو ہم فی الحال شاہد جمیل کو دیکھیں گے اور اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو وہی اس سلسلے کی سب سے اہم کڑی بھی ہو سکتا ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد فریدی نے کہا۔ "تم جس شدت سے ہنستے ہو اُسی شدت سے تم پر غم کا بھی حملہ ہوتا ہے۔ میں اسے کسی فرد کی شخصیت کی ایک بہت بڑی کمزوری سمجھتا ہوں۔"

"میں آپ کی طرح پتھر نہیں ہوں۔"

"نہیں ہو تو بننے کی کوشش کرو اور تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ میں ایسے حادثات سے متاثر نہیں ہوتا لیکن میں نے بڑی محنت سے اپنے اعصاب کو فولاد بنایا ہے۔"

"مجھے اس قسم کی محنت مزدوری قطعی پسند نہیں۔" حمید نے جل کر کہا۔ "ویسے میں نے

ساتھیوں کی موت پر مغموم ہونے کا عنصر کتوں کی زندگی میں بھی پایا ہے۔"

"اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ کتے کسی طرح آدمی نہیں بن سکتے۔"

"خیر چھوڑیئے.... میں اس بحث میں الجھنا نہیں چاہتا۔"

"بس اتنے ہی میں تمہارے صحت مند نظریات نے دم توڑ دیا۔" فریدی نے طنز آمیز لہجے میں کہا۔ "ساری زندہ دلی ایک ہی جھٹکے میں رخصت ہوگئی۔ حمید صاحب قہقہہ دراصل وہی ہے جو آنسوؤں کے سمندر میں تیرتا ہوا ہونٹوں تک آتا ہے۔"

حمید خاموش رہا۔ اس کے بعد فریدی بھی اسی وقت بولا جب وہ شرما اسٹریٹ کی شنکر لاج کے سامنے پہنچ گئے۔

"غالباً چودھواں فلیٹ اوپری منزل پر ہوگا؟"

"ہاں....!" حمید نے سر ہلا دیا۔ فریدی نے کیڈی فٹ پاتھ سے لگادی اور وہ دونوں اُتر کر اوپر جانے کے لئے زینے طے کرنے لگے۔

"یہی ہے۔" حمید نے ایک جگہ رک کر دروازے سے لگی ہوئی نیم پلیٹ کی طرف اشارہ کیا جس پر "شاہد جمیل" تحریر تھا۔ فریدی نے بند دروازے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی جو باہر سے مقفل نہیں تھا۔ کھڑکیوں کی درزوں سے اندر کی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔

حمید نے دروازے پر دستک دی۔ دوسرے لمحے میں اندر قدموں کی چاپ گونجی اور دروازہ کھل گیا۔

"شاہد جمیل صاحب۔" فریدی نے آگے بڑھ کر آہستہ سے پوچھا۔

"جی ہاں.... فرمایئے۔" دروازے میں کھڑے ہوئے نوجوان نے کہا۔

"ہم نے آپ ہی کے لئے آپ کو تکلیف دی ہے۔ غالباً آپ کا شناختی کارڈ کھو گیا تھا۔"

"اوہ....!" وہ چونک کر بولا۔ "جی ہاں.... جی ہاں۔"

"یہ لیجئے۔" فریدی نے جیب سے کارڈ نکال کر اُس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ہمیں واقعی اس کے سلسلے میں بڑی تکلیف اٹھانی پڑی۔ یونیورسٹی گئے۔ وہاں سے آپ کا پتہ حاصل کیا اور اب یہاں پہنچے ہیں۔"

"اوہ! اندر تشریف لایئے جناب۔ واقعی آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔" وہ انہیں راستہ دینے کے لئے پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ وہ دونوں اندر چلے گئے۔ کمرے کے رکھ رکھاؤ سے فلیٹ کا مالک متوسط طبقے کا فرد معلوم ہوتا تھا۔

"آپ نے ناحق اتنی تکلیف اٹھائی۔" شاہد بیٹھتا ہوا بولا۔ "اسے یونیورسٹی کے آفس میں جمع کرادیا ہوتا۔ مجھے مل جاتا۔ بہر حال میں شکر گذار ہوں۔"

"آپ کا یہ کارڈ کب کھویا تھا....؟" فریدی نے اُس کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے پوچھا۔

"کئی دن ہوئے۔ غالباً تین چار دن لیکن آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"ہوں....!" فریدی نے اپنی بغل میں دبا ہوا بنڈل نکال کر زانوؤں پر رکھ لیا پھر اخبار کی وہ تہہ کھولنے لگا جو اُس پر لپٹی ہوئی تھی۔

"اور یہ کوٹ کب کھویا تھا مسٹر شاہد....؟" اُس نے کہا۔

شاہد یکلخت اُچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن وہ دوسرے ہی لمحے میں پھر کرسی میں گر گیا۔

اُس کی سانس پھول رہی تھی اور آنکھیں فریدی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن جس تیزی سے اُس نے اپنی حالت پر قابو پایا وہ کم از کم حمید کی نظروں میں تو قابل تعریف ہی تھی۔

"میں سمجھا۔" وہ فریدی کو گھورتا ہوا بڑبڑایا۔ "تم مجھے دھمکی دینے آئے ہو لیکن سن لو۔ میں آج تک کسی سے مرعوب نہیں ہوا.... سمجھے۔"

"یہ صفت قابل تعریف ہے۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "اور جو کچھ تم سے کرتے بن پڑے کرلو.... میں تم سے ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہوں۔"

حمید سناٹے میں آگیا۔ اُسے اس قسم کی گفتگو سننے کی ہرگز توقع نہیں تھی۔

"تو یہ کوٹ تمہارا ہی ہے۔" فریدی نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں! میرا ہی ہے۔" شاہد اٹھتا ہوا بولا۔ حمید کا ہاتھ بے اختیار جیب کی طرف گیا۔ لیکن فریدی بدستور کرسی کے ہتھے پر جھکا ہوا اُسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھتا رہا۔

شاہد نے دیوار سے لگے ہوئے ہینگر پر سے ایک دوسرا کوٹ اُتارا اور اُسے فریدی کی طرف اُچھالتا ہوا بولا۔ "اسے لے جاؤ اور اس سے زیادہ کا مطالبہ تو مجھ سے نہیں کر سکتے۔ میرے ساتھ تم اتنا ہی کر سکتے ہو کہ مجھے بھلانے کے لئے آج کچھ زیادہ پی جاؤ۔"

"مسٹر! تمہارے حواس قابو میں ہیں یا نہیں؟" حمید تیز لہجے میں بولا۔ "یا تم اب وہی پرانی اور گندی تدبیر اختیار کرنے والے ہو۔ پاگل بننے سے کام نہیں چلا کرتا۔ تم جیسے لوگوں کا باقاعدہ طور پر طبی معائنہ کیا جاتا ہے۔"

"طبی معائنہ تم اپنا کراؤ۔" شاہد نے زہر خند کے ساتھ کہا۔ "تم جو پوری سوسائٹی کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتے ہو۔"

"مسٹر شاہد ہم یہاں فلمی قسم کے مکالموں کی مشق کرنے نہیں آئے۔" فریدی خشک لہجے میں بولا۔ "کیا تم کل رات کو راجرس اسٹریٹ کی جاوید بلڈنگ میں تھے؟"

"قطعی تھا پھر....؟" شاہد نے تیزی سے کہا۔ "بس کسی چیز کی چوری کا الزام لگا کر مجھے جیل میں بھجوا دو۔ میرے خیال سے اس کے لئے یہ کوٹ ہی کافی ہوگا۔"

شاہد نے اُس کوٹ کی طرف اشارہ کیا جو اُس نے ہینگر سے اُتار کر فریدی کی طرف پھینکا تھا۔

"چوری نہیں پیارے لڑکے۔" فریدی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "تم پر قتل کا الزام عائد ہو سکتا ہے۔"

"کیا....؟" شاہد کے منہ سے چیخ سی نکلی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے فریدی کیطرف دیکھنے لگا۔

"قتل....!" فریدی نے پھر اُسی انداز میں دہرایا۔

شاہد پہلے ہی کی طرح اس بار بھی کرسی میں ڈھیر ہو گیا تھا۔ لیکن حمید نے پھر اُسے سنبھالا لیتے ہوئے دیکھا۔ اُس کی مسکراہٹ شروع میں تو بے جان ضرور تھی لیکن رفتہ رفتہ پھر اُس کے چہرے کی تازگی لوٹ آئی اور آنکھیں چمکنے لگیں۔

"خوب....!" وہ مسکرا کر بولا۔ "اور کچھ کہنا ہے؟"

"اشرف خلیلی سے تم سے واقف تھے....؟" فریدی نے پوچھا۔

"میرے خیال سے یہ سب فضول ہے۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔ "میں ہتھکڑیاں لگاتا ہوں۔"

"ٹھہرو....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر مسکرایا پھر شاہد سے بولا۔ "تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟"

"آپ کون ہیں؟" شاہد نے کہا۔ غالباً ہتھکڑیوں کے نام پر پھر وہ اعصابی خلل کا شکار ہو گیا تھا۔

"پولیس....!" فریدی آہستہ سے بولا۔ "تم ابھی اقرار کر چکے ہو کہ یہ کوٹ تمہارا ہے اور تمہیں اس کا بھی اعتراف ہے کہ تم پچھلی رات کو جاوید بلڈنگ میں تھے۔"

شاہد کچھ نہ بولا۔ وہ سہمی ہوئی نظروں سے ہتھکڑیوں کے اس جوڑے کو دیکھ رہا تھا جسے حمید نے اپنی جیب سے نکال کر زانوؤں پر ڈال دیا تھا۔

"تم وہاں کیوں گئے تھے؟" فریدی نے سوال کیا۔

"مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کرو۔" شاہد اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا بولا۔ "اکثر پرانی ہتھکڑیاں کباڑیوں کے یہاں بھی سستے داموں میں مل جاتی ہیں۔"

"اگر تم سیدھی طرح میرے سوالات کا جواب نہیں دو گے تو دوسرا طریقہ اختیار کروں

گا۔" فریدی نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔" شاہد نے بے پروائی کے انداز میں اپنے شانوں کو جنبش دی۔

"اس میں شک نہیں کہ تم ایک دلیر لڑکے ہو لیکن کبھی کبھی دلیری دراصل حماقت ثابت ہوتی ہے۔"

شاہد کچھ نہ بولا۔ اُس کے چہرے سے ذہنی کشمکش صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

"ختم کیجئے یہ قصہ....!" حمید ہتھکڑی پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ٹھہرو....!" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "صاحبزادے شاید کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔"

"آپ کون ہیں؟" شاہد نے پھر سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔ اُس کی عجیب حالت تھی۔ کبھی وہ خوفزدہ نظر آتا تھا اور کبھی نڈر اور بے باک۔

فریدی نے جیب سے اپنا وزیٹنگ کارڈ نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"میرے خدا....!" وہ یک بیک اچھل پڑا۔ کارڈ اُس کے ہاتھ سے گر گیا تھا اور خوفزدہ نظروں سے فریدی کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

"پچھلی رات اشرف کو کسی نے بے دردی سے قتل کر دیا۔" فریدی نے کہا۔

"م....میں....کچھ نہیں جانتا۔"

"تم رات اشرف سے ملے تھے؟" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں....میں اُس سے کبھی نہیں ملا تھا۔ میں اُسے پہچانتا تک نہیں۔"

"لیکن تم وہاں پچھلی رات کو تھے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم وہاں کیوں گئے تھے جب کہ اشرف سے تمہارے جان پہچان بھی نہیں تھی۔"

"رضیہ میری دوست ہے....رضیہ اشرف۔"

"کیا بکتے ہو....؟" دفعتاً حمید چیخا۔

"چیخو مت....!" فریدی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اُس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"رضیہ اشرف کو تم کب سے جانتے ہو؟" فریدی نے شاہد سے پوچھا اور حمید کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"دو ڈھائی ماہ قبل ہماری ملاقات ہوئی تھی۔" شاہد نے کہا۔

"اور تم برابر اُس سے ملتے رہتے تھے؟"

"جی ہاں....وہ ایک مخلص مگر ستم رسیدہ دوست ہے۔"

"ستم رسیدہ کیوں؟" فریدی اپنی جیبیں ٹٹولتا ہوا بولا۔

"یہ رضیہ کا راز ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں کسی قیمت پر نہ بتا سکوں گا۔"

فریدی اُس کی بات پر دھیان دیئے بغیر حمید سے بولا۔ "دیکھو.... میں اپنا سگار کیس ہی بھول آیا۔"

پھر وہ شاہد کی طرف مڑا۔ "کیا آپ مجھے ایک سگار دے سکیں گے؟"

"سگار....!" شاہد نے کہا۔ "میں سگریٹ پیش کر سکتا ہوں۔ سگار نہیں پیتا۔"

"اوہو! سگریٹ کی بجائے سگار ہی پیا کیجئے۔ خالص تمباکو ہوتا ہے اور وہ اتنا مضر بھی نہیں جتنا کہ سگریٹ کا کاغذ ہوتا ہے۔"

"میں نے آج تک نہیں پیا۔" شاہد بولا۔ "اُس کے دھوئیں کی بو ہی میرا سر چکرا دیتی ہے۔"

"کل رات آپ کس وقت وہاں گئے تھے؟"

"گیارہ بجے۔"

"اور کس وقت تک ٹھہرے؟"

"پون گھنٹہ.... ٹھیک پونے بارہ پر چلا آیا تھا۔"

"لیکن آپ اپنا کوٹ کیوں چھوڑ آئے تھے؟"

"رات سردی زیادہ تھی اور میرا کوٹ....!" شاہد کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں آپ کا کوٹ....؟"

"میں دوسرا کوٹ پہن کر چلا آیا تھا.... یہ جو میں نے آپ کو دیا ہے۔"

"غالباً یہ اشرف کا کوٹ ہے۔" فریدی بولا۔

"ہو سکتا ہے....!" شاہد نے کہا۔

"تو رضیہ سے آپ کے ناجائز تعلقات تھے؟" فریدی نے کہا۔

"بکواس ہے.... میں آپ کو ایک شریف عورت پر تہمت لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"پتہ نہیں آپ کس شریف عورت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ لوگ مجھے کیوں پریشان کر رہے ہیں؟"

"اس لئے کہ.... ابھی تک تو دنیا میں کسی رضیہ اشرف کا وجود نہیں۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"کیا مطلب....؟"

"مطلب یہ کہ اشرف کنوارا تھا اور اُس کے گھر میں کوئی عورت نہیں تھی۔"

"آپ مجھے پاگل نہیں بنا سکتے۔" شاہد پاگلوں کی طرح چیخا۔

غفلت کا نتیجہ

فریدی نے اخبار کا وہ ٹکڑا اُٹھایا جس میں شاہد کا کوٹ لپیٹ کر لایا تھا۔

"ہم آپ کو پاگل نہیں بنا رہے ہیں۔" فریدی نے شاہد سے کہا۔ "لیکن اگر آپ نے کسی دوسرے کے سامنے کسی رضیہ اشرف کا تذکرہ کیا تو وہ آپ کو ضرور پاگل سمجھے گا۔"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"تم کئی بار یہ سوال کر چکے ہو اور میں کئی بار یہ جواب دے چکا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم صحیح واقعہ بھی مجھے بتا دو۔" فریدی کے لہجے میں سختی تھی۔

"میں نے ابھی تک کوئی بات جھوٹ نہیں کہی۔"

"تو پھر یہ اخبار جھوٹا ہوگا۔" فریدی نے اخبار کا صفحہ اُس کی طرف بڑھا دیا جس میں روحی اور اشرف کی تصویر تھی۔

"مگر ٹھہرو....!" فریدی نے کہا۔ "تم کہتے ہو کہ تم اشرف کو نہیں پہچانتے.... خیر یہ اشرف اور اُس کی منگیتر کی تصویر ہے اور اشرف غیر شادی شدہ تھا۔"

"تب پھر یہ کوئی دوسرا اشرف ہوگا۔" شاہد نے کہا۔

"اس کے ساتھ والی عورت کو پہچانتے ہو؟"

"نہیں....!"

"تب پھر واقعی وہ کوئی دوسرا اشرف ہوگا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن یہی اشرف جاوید بلڈنگ کا مالک تھا اور یہی اشرف قتل کیا گیا ہے اور اسی اشرف کے مکان میں تمہارا کوٹ ملا تھا اور تمہارے کوٹ کی جیب میں تمہارا شناختی کارڈ تھا۔"

"شناختی کارڈ ہرگز نہیں ہو سکتا۔" شاہد تھوک نگل کر بولا۔ "وہ کئی دن قبل گم ہو گیا تھا۔"

"رضیہ تم سے روز ملتی تھی؟"

"جی ہاں۔"

"خیر حمید.....!" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "ہتھکڑیاں لگادو۔"

"یہ ظلم ہے.... سراسر ظلم ہے۔" شاہد بھی کھڑا ہو کر چیخنے لگا۔ "اس میں دھوکا ہے۔ میں اس عمارت میں کل پہلی بار گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری عمارت ہو۔"

"ہم اس سلسلے میں بھی اپنا اطمینان کرلیں گے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"میں بے گناہ ہوں۔ نہیں نہیں۔" شاہد بُری طرح کانپ رہا تھا۔ حمید نے ہتھکڑیاں لگادیں۔

"یہاں سے مجھے اس طرح نہ لے جایئے۔ میں التجا کرتا ہوں۔ راستے میں کہیں.... ہتھکڑیاں لگادیجئے گا۔"

فریدی نے اُس کی طرف دیکھا۔ چند لمحے اُس کے چہرے پر نظریں جمی رہیں۔ پھر وہ حمید سے بولا۔ "ہتھکڑیاں نکال دو۔"

حمید نے ہتھکڑیاں نکال دیں۔ تینوں باہر نکلے۔ شاہد نے فلیٹ مقفل کیا اور پھر وہ سڑک پر آگئے۔

"چلو آؤ....!" فریدی کیڈی میں بیٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے اُس عمارت کی طرف لے چلو جہاں تم پچھلی رات کو تھے۔"

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ اگر میں نے قتل کیا ہوتا تو وہاں اپنا کوٹ کیوں چھوڑ آتا۔ میں آپ سے کچھ بتاتا ہی نہیں۔" شاہد کپکپاتی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

"رضیہ تمہارے فلیٹ میں آتی تھی؟" فریدی نے پوچھا۔

"نہیں کبھی نہیں۔" شاہد نے کہا۔

فریدی نے پھر کچھ نہیں پوچھا۔ حمید کو حیرت ہو رہی تھی کہ فریدی اُس سے کام کی باتیں کیوں نہیں پوچھ رہا ہے۔ فریدی شاہد کے بتائے ہوئے راستے پر کیڈی ڈرائیو کر رہا تھا۔ آخر اُس نے ٹھیک جاوید بلڈنگ کے سامنے رک جانے کو کہا۔ فریدی نے کیڈی روک دی۔

"یہی عمارت تھی۔" شاہد جاوید بلڈنگ کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

"اسی دروازے سے اندر گئے تھے؟"

"جی ہاں۔" شاہد نے کہا پھر کانپتا ہوا بولا۔ "کیا قتل.... یہیں....!"

"ہاں.... لاش یہیں تھی۔"

"لیکن آپ رضیہ سے پوچھ لیجئے۔"

"پیارے لڑکے! یہاں کبھی کوئی رضیہ نہیں تھی۔"

"تب تو.... مم.... میں.... ڈوب گیا۔" شاہد نے گلوگیر آواز میں کہا اور اُس کے ہاتھ پیر

ڈھیلے پڑ گئے۔

"کیا یہ دروازہ باہر سے مقفل تھا....؟"

"جی ہاں....!"

"رضیہ نے ہی اسے کھولا تھا....؟"

"جی ہاں....!"

"اندر رضیہ کے علاوہ بھی کوئی اور تھا....؟"

"جی نہیں.... اُس نے بتایا تھا کہ اُس کے نوکر سرکس دیکھنے گئے تھے اور اشرف کے متعلق بتایا تھا کہ وہ رات کو بہت کم گھر پر رہتا تھا۔"

"تیسرا آدمی کون تھا....؟" فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"کوئی بھی نہیں.... میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔"

"کوٹ کے متعلق کیا کہتے ہو....؟"

"رضیہ نے میرا کوٹ اُتروا لیا تھا اور شاید اپنے شوہر کا کوٹ مجھے دیا تھا۔ اُس نے کہا تھا کہ ممکن ہے باہر واپسی میں کسی سے مڈبھیڑ ہو جائے۔ تمہیں ردی قسم کے کوٹ میں دیکھ کر اُسے شبہ ہوگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ شناختی کارڈ میرے کوٹ کی جیب میں موجود نہیں تھا۔"

"خیر....!" فریدی کیڈی اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔ "اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو بُری طرح پھنس گئے۔ رضیہ سے تمہاری ملاقات کہاں اور کس طرح ہوئی تھی؟"

"یونیورسٹی کے ریستوران میں۔"

"یونیورسٹی کے ریستوران میں کیوں؟ کیا وہ بھی طالبہ تھی؟"

"جی نہیں.... اے۔ جی آفس میں ٹائپسٹ تھی۔ اُس نے مجھے یہی بتایا تھا اور وہ کئی بار مجھے آفس کے برآمدے میں بھی مل چکی تھی۔ اے۔ جی آفس یونیورسٹی کے قریب ہی ہے اور کبھی کبھی وہاں کے لوگ یونیورسٹی کے ریستوران میں آجاتے ہیں۔"

"خوب.... تم نے اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ ایک دولت مند آدمی کی بیوی کلرکی کیوں کرنے لگی؟"

"افسوس.... کاش میں اُس کے بیان پر یقین نہ کرتا۔ اُس نے مجھے بتایا تھا کہ اشرف شرابی ہے اور اُس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ اُسے اپنا پیٹ پالنے کے لئے کلرکی کرنی پڑتی ہے۔ اُس نے اس طرح رو رو کر اپنی کہانی سنائی تھی کہ مجھے یقین آگیا تھا مجھے اُس سے ہمدردی

ہو گئی تھی اور میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ جس طرح ہو گا اُسے اشرف کے پنجے سے رہائی دلاؤں گا۔"

"کیا اب ہتھکڑی لگا دی جائے؟" حمید نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"نہیں.... ہم گھر چل رہے ہیں۔" فریدی نے کہا۔

"تو آپ شوق سے گھر جائیے۔ میں اسے کوتوالی پہنچا دوں گا میں نے اس طرح کی دلچسپ کہانیاں پہلے بھی بہت سنی ہیں۔ اعتراف جرم کرانا تو پولیس کے رنگروٹوں کا کام ہے۔"

"میں بے گناہ ہوں۔" شاہد گڑگڑایا۔

"سارے مجرم پہلے یہی کہتے ہیں۔" حمید نے لاپرواہی سے کہا۔

"میں آپ کو کس طرح یقین دلاؤں۔ اُس عورت نے مجھے بُری طرح پھانس دیا ہے۔"

"پہلے خود تم اُسے پھانسنے کی کوشش کر رہے تھے۔"

"یہ غلط ہے۔ ہمارے ناجائز تعلقات نہیں تھے۔"

"ٹھیک ہے.... اس لئے ہم تمہیں جنت میں پہنچانے کا انتظام کر رہے ہیں۔" حمید نے کہا۔

"ذرا اُس عورت کا حلیہ تو بتانا....؟" فریدی بولا۔

"بہت خوبصورت تھی۔" شاہد بولا۔ "بیضاوی چہرہ.... آنکھیں بڑی.... قد متوسط، ناک پتلی اور لمبی اور ہونٹ....!"

"اسی لئے تمہیں اُس سے ہمدردی ہو گئی تھی۔" حمید بول پڑا۔

"کوئی ایسا نشان جس سے وہ پہچانی جا سکے؟" فریدی نے شاہد سے پوچھا۔

"ایسا نشان.... ٹھہریئے! مجھے یاد پڑتا ہے کہ اُس کے داہنے کان کی لو کے نچلے حصے میں ایک شگاف سا تھا.... ایسا کہ لو دوہری معلوم ہوتی تھی۔"

"بہت قریب سے دیکھا تھا؟" حمید نے چٹکی لی۔

"حمید خاموش رہو۔" فریدی نے کہا.... پھر شاہد سے بولا۔ "کیا تمہارے پاس اُس کی کوئی تصویر تھی؟"

"نہیں.... میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اُس سے ایسے تعلقات نہیں رکھتا تھا کہ تصویروں کا تبادلہ ہوتا۔"

"لیکن وہ تمہیں گھر کیوں لے گئی تھی؟"

"یونہی اُس نے کہا تھا کہ چلو تمہیں آج اپنا گھر بھی دکھا دوں۔"

"تم نے وہاں اپنے دوران قیام میں کسی وزنی چیز کے گرنے کی آواز سنی تھی؟"

"نہیں.... یا ممکن ہے مجھے سنائی نہ دی ہو۔"

"اس رومال کے متعلق مجھے کچھ بتا سکو گے؟" فریدی نے جیب سے وہ رومال نکالتے ہوئے کہا جو اُسے جاوید بلڈنگ میں ملا تھا۔ شاہد نے اُسے الٹ پلٹ کر دیکھا۔

"یہ تو مجھے رضیہ ہی کا معلوم ہوتا ہے۔"

"کیا اس لئے کہ اس پر حرف "آر" کڑھا ہوا ہے؟" فریدی بولا۔

"جی نہیں.... یہ لپ اسٹک کے دھبے.... اُس نے کل رات میری موجودگی میں اپنے ہونٹ یہ کہہ کر صاف کیے تھے کہ وہ لپ اسٹک کبھی نہ استعمال کرے گی کیونکہ شریف عورتوں کو یہ زیب نہیں دیتا۔"

"خوب....!" فریدی کچھ سوچنے لگا۔ کچھ دیر خاموشی رہی پھر فریدی نے شاہد سے پوچھا۔

"تمہارا سرپرست کون ہے؟"

"یہ نہیں بتاؤں گا خواہ پھانسی ہو جائے۔" شاہد نے دلیرانہ انداز میں کہا۔

"لڑکے تمہاری بچت اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میرے سوالات کے ٹھیک ٹھیک جواب دو۔"

"میں مجبور ہوں.... ہرگز نہیں۔"

فریدی کچھ دیر خاموش رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تمہاری حرکات کا علم تمہارے سرپرست کو ہر حال میں ہو جائے گا۔ جب تم اس قتل کے سلسلے میں گرفتار کیے جاؤ گے تو لامحالہ تمہارے متعلق اخبارات میں کچھ نہ کچھ ضرور آئے گا۔"

شاہد فوراً ہی کچھ نہ بولا۔ البتہ اُس کی حالت میں پھر تبدیلی ہونے لگی تھی اور خوف نے اُس کے ذہن پر دوبارہ قبضہ جما لیا تھا۔

"میں کیا کروں؟" وہ بے بسی سے بڑبڑایا۔

"دوسری صورت میں۔" فریدی بولا۔ "ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری مدد کر سکوں۔"

"کاش مجھے خودکشی کا موقع مل سکتا۔"

"تمہاری مرضی..!" فریدی بڑبڑایا۔ "مجھے بلاشبہ تمہیں پولیس کے حوالے کر دینا چاہیئے۔"

"میری والدہ میری سرپرست ہیں۔" وہ مردہ سی آواز میں بولا۔ "جب انہیں اس کا علم ہو گا.... میں کیا کروں۔"

"کیا وہ کہیں اور رہتی ہیں؟"

"جلال آباد میں.... بڑے ہسپتال میں میٹرن ہیں۔ خاتون سعیدہ۔"

"اور تمہارے والد؟"

"مجھے اُن کی صورت بھی یاد نہیں۔ میں بہت چھوٹا تھا تب ہی اُن کا انتقال ہو گیا تھا۔"

فریدی اور حمید دونوں ہی اس بات سے بے خبر تھے کہ دوران گفتگو میں شاہد کے ہاتھ کیا کرتے رہے ہیں اور پھر فریدی اس وقت چونکا جب شاہد کی جگہ خالی ہو چکی تھی۔ حمید اپنی چیخ کسی طرح نہ روک سکا۔ کیڈی جہاں تھی وہیں ایک دھچکے کے ساتھ رک گئی.... اور فریدی نے اپنی سیٹ سے چھلانگ لگائی۔ شاہد کچھ دور پیچھے سڑک پر اوندھا پڑا ہاتھ پیر پھینک رہا تھا۔

"یہ تم نے کیا کیا.... پاگل....!" فریدی بے اختیار اُس پر جھک پڑا۔ شاہد کی پیشانی سے خون کی دھار بہہ کر چہرے پر پھیل رہی تھی اور وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

فریدی نے اُسے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔

پھر وہ اُسے کیڈی کی پچھلی نشست پر ڈالتا ہوا بولا۔ "چلو... جلدی... سول ہسپتال بیٹھو.... اگر یہ لڑکا مر گیا تو میں ہر اُس شخص کو قتل کر دوں گا جس پر مجھے اشرف کے قتل کرنے کا شبہہ ہو گا۔"

"میں پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ ہتھکڑی ڈال دیجئے۔" حمید کیڈی اسٹارٹ کرتا ہوا بولا۔

فریدی پچھلی سیٹ پر جھکا شاہد کے زخم کو اپنے رومال سے دبائے ہوئے تھا۔

"اوہ.... خدا کی قسم یہ بالکل معصوم ہے.... اگر ایسا نہ ہو تو میں اپنا پیشہ ترک کرنے کو تیار ہوں۔" اُس نے کہا۔

سول ہسپتال کے ڈاکٹر نے شاہد کے زخموں کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ چوٹیں گہری آئی ہیں۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ اندرونی چوٹیں بھی ہو سکتی ہیں۔ کوئی ہڈی نہیں ٹوٹی تھی فریدی نے اُسے پرائیویٹ وارڈ میں داخل کرا دیا اور اُس وقت تک وہ دونوں وہاں ٹھہرے رہے جب تک کہ ڈاکٹر نے اطمینان نہ دلا دیا۔

واپسی میں فریدی حمید سے کہہ رہا تھا۔

"لڑکا بلا شبہ معصوم ہے۔"

"محض اس بناء پر کہ اس نے خودکشی کی کوشش کی۔" حمید طنزیہ لہجے میں بولا۔ "حالانکہ بیشتر بوکھلائے ہوئے مجرم اکثر اس قسم کی حرکت کر بیٹھتے ہیں۔"

"اوہو! تم وہ سارا سٹ اپ بھول گئے جو اس قتل کے سلسلے میں بروئے کار لایا گیا تھا۔ اول تو اناڑی قسم کے مجرم اتنے اطمینان سے کوئی واردات کر ہی نہیں سکتے اور اگر بفرض محال کریں بھی

تو مقتول کے کوٹ سے اپنا کوٹ بدلنے کی حماقت نہیں کریں گے۔"

"چلئے میں نے مان لیا کہ کسی نے شاہد کو پھانسنے کی کوشش کی ہے۔" حمید نے کہا۔

"لیکن یہ ضرور کہوں گا وہ بھی احمق ہی تھا۔ آخر کوٹوں کے تبادلے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا صرف شناختی کارڈ کے ذریعہ شاہد تک رہنمائی نہیں ہو سکتی تھی۔ کوٹوں سے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس کو پھانسنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ اگر اس نکتے کو ذہن میں رکھو تو مجرم اناڑی ہی معلوم ہوتا ہے لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"آپ...." حمید کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ پھر بولا۔ "اگر شاہد کا بیان صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر وہ عورت کون ہو سکتی ہے کیا روحی؟ مگر ہم نے شاہد کو روحی کی تصویر دکھائی تھی۔ وہ روحی نہیں ہو سکتی؟ پھر....؟"

"کوئی عورت....!" فریدی لاپروائی سے بولا۔

"لیکن اشرف بہت محتاط آدمی تھا۔ میرا خیال ہے کہ کسی دوسری عورت سے اُس کے اس قسم کے تعلقات نہیں تھے کہ وہ اس کو منگنی کے اعلان کی بناء پر قتل کر دیتی۔"

"اور دوسری طرف وہ وزنی تجوری کسی عورت کے بس کا روگ نہیں معلوم ہوتی۔" فریدی نے آہستہ سے کہا۔

"میری ایسی کی تیسی۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

"کیوں تمہیں کیا ہوا....؟"

"آپ صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے؟" حمید نے اُسی لہجے میں کہا۔ "آپ شاہد کو معصوم بھی سمجھتے ہیں اور دوسری طرف کسی عورت کے وجود میں بھی آپ کو شبہہ ہے۔"

"عورت تو تھی ہی۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ وہ تجوری کسی عورت نے نہیں گرائی تھی۔"

"تب پھر یا تو میں پاگل ہو گیا ہوں.... یا....!"

"یا پھر فریدی....!" فریدی نے مسکرا کر بات پوری کر دی۔

"آپ شاہد کو معصوم قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا اُس کی سنائی ہوئی کہانی سچی ٹھہری۔ مکان میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ خود اُس کا بیان ہے۔ اب اگر عورت نہیں گرا سکتی تو پھر آپ کسے مجرم قرار دیں گے؟"

"اور شاید نوکروں کا بیان تمہیں یاد نہیں رہا۔" فریدی بولا۔ "ساتھ ہی تم وہ سب کچھ بھی بھول گئے جو ابھی ابھی شاہد نے بتایا تھا۔ نوکروں کے بیان کے مطابق سامنے کا دروازہ اندر سے بند تھا اور وہ پچھلے دروازے میں قفل ڈال کر سرکس گئے تھے۔ شاہد کہتا ہے کہ رضیہ نے سامنے کے دروازے سے قفل کھولا تھا.... کیا سمجھے؟"

"میں یہی سمجھا کہ اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ آپ کی قوت فیصلہ جواب دے رہی ہے۔ شاہد مکار ہے۔ اُس نے اپنی کہانی میں جان ڈالنے کے لئے کیڈی سے کود کر اُسے فشنگ پنچ دیا اور بس.... کیڈی کی رفتار بہت کم تھی۔ ایک بچہ بھی اگر کودتا تو اُسے معمولی چوٹیں آتیں۔ کیا سمجھے؟ فریدی صاحب۔"

پُراسرار لڑکی

دوسری صبح تک حمید کا موڈ ٹھیک ہو گیا تھا۔ پچھلی رات وہ فریدی کی مخالفت میں شاہد کو مجرم ضرور گردانتا رہا تھا لیکن حقیقتاً وہ بھی ایک عجیب قسم کی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اُسے خود بھی یقین تھا کہ شاہد کا تعلق واردات سے نہیں ہو سکتا۔

وہ اب سوچ رہا تھا کہ پچھلی رات کو انہیں روحی کے یہاں ضرور جانا چاہئیے تھا۔ وہ روحی سے قریب قریب متنفر تھا۔ حالانکہ اُن دونوں کی ملاقاتیں شاذ و نادر ہی ہوتی تھیں لیکن حمید نے قربت کے تھوڑے ہی وقت میں اُسکے متعلق کچھ رائیں قائم کر لی تھیں جنہیں وہ اٹل سمجھتا تھا۔

اُس نے ٹیلی فون ڈائریکٹری کی ورق گردانی کے بعد اُس کا فون نمبر معلوم کیا۔ پھر نمبر ڈائیل کئے اور ریسیور کو کان سے لگائے جواب کا منتظر رہا۔

"ہیلو.... اوہ.... میں روحی صاحبہ کو چاہتا ہوں۔"

"کیا بکواس ہے.... تم کون ہو؟" دوسری طرف سے ایک بھاری مگر نسوانی آواز آئی۔

"اوہ.... معاف کیجئے گا میرا مطلب یہ نہیں۔ میں روحی صاحبہ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

چند لمحے انتظار کرنے کے بعد اُس نے دوسری طرف سے ایک باریک اور مترنم آواز سنی۔ یہ شاید روحی تھی۔

"ہیلو! میں سارجنٹ حمید بول رہا ہوں۔"

"اوہ.... اچھا.... لیکن اگر آپ کو غم انگیز باتیں کرنی ہوں تو.... والدہ صاحبہ سے رجوع کیجئے۔"

حمید نے نفرت سے ہونٹ سکوڑے لیکن پھر دوسرے ہی لمحے میں غیر متوقع طور پر اپنی آواز میں شوخی پیدا کر کے بولا۔ "آپ بھی کیا بات کرتی ہیں۔ میں تو یہ کہنے جا رہا تھا کہ کیا آج آپ میرے ساتھ رات کا کھانا آرلیکچو میں کھا سکیں گی؟"

"بہت خوشی سے۔" آواز آئی۔ "میں آپ کو بے حد پسند کرتی ہوں اور اب تو میری نظروں میں آپ کی وقعت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔"

"کیوں؟" حمید کے کان کھڑے ہو گئے۔

"اس لئے کہ آپ اشرف کی تعزیت کے سلسلے میں ہمارے یہاں نہیں آئے۔ اس قدر بور کیا ہے لوگوں نے کہ خدا کی پناہ۔ میں کہتی ہوں کہ کیا وہ رسمی طور پر اظہارِ افسوس کرنے سے واپس آ جائے گا۔"

حمید دانت پیس کر ماؤتھ پیس میں گھورنے لگا۔ پھر بولا۔

"اوہ معاف کیجئے گا.... میں آپ کو مبارک باد دینا بھول ہی گیا تھا.... آپ کی منگنی پر.... مگر....!"

"آپ عظیم ترین آدمی ہیں۔" روحی نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

حمید ریسیور پٹخ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد فریدی نے برآمدے سے آواز دی۔ وہ ناشتے کی میز پر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔

"سنا تم نے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "بے چارے جگدیش کی شامت آ گئی۔"

"کیوں....؟ کیا ہوا؟"

"ڈی۔ ایس۔ پی کو شاہد کے متعلق علم ہو گیا ہے۔ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے اشرف کے نوکروں کو کوٹ والی بات کے تذکرے سے نہیں روکا۔ شاہد حراست میں ہے۔ ہسپتال سے اُسے حوالات میں منتقل کر دیا جائے گا۔"

"تو پھر اب جگدیش کیا کیا ہوگا؟"

"ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ ڈی۔ ایس۔ پی خود ہی اس کیس کی تحقیقات کرے گا۔"

"بہر حال اُس غریب کے خلاف اگر کوئی کاروائی ہوئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی۔" حمید نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔" فریدی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

حمید نے اُسے اپنی اور روحی کی گفتگو کے متعلق بتایا۔

"لڑکی دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "میں اُسے قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"مجھے توقع ہے کہ آج شام آرلکچو میں ضرور آئے گی۔" حمید نے کہا۔

فریدی نے وہ دن دوڑ دھوپ میں گذار دیا لیکن ڈی۔ ایس۔ پی نے سارے راستے پہلے ہی مسدود کر دیئے تھے۔ وہ روحی کے دوسرے پانچ امیدواروں سے بھی ملا۔ لیکن انہوں نے اُس کے سوالات کے جواب دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ ڈی۔ ایس۔ پی کی طرف سے انہیں یہ ہدایت ملی تھی کہ اس مسئلے پر وہ اُس کے علاوہ اور کسی سے گفتگو نہ کریں۔

حمید کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے دل کھول کر قہقہے لگائے۔

"اس بار تو وہ بڑی چوٹیں دے رہا ہے۔" حمید نے کہا۔

"لیکن اُسے زندگی بھر افسوس رہے گا۔" فریدی سنجیدگی سے بولا۔

"کیا کریں گے آپ؟" حمید نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"بس دیکھنا۔"

شام کو فریدی بھی حمید کے ساتھ تھا لیکن الگ تھلگ۔ رقص کے مخصوص پروگرام کی وجہ سے آرلکچو میں کافی بھیڑ تھی۔ حمید میز پر تنہا روحی کا انتظار کر رہا تھا۔ فریدی دوسری میز پر تھا۔ ٹھیک سات بجے روحی وہاں پہنچی۔ وہ تنہا تھی۔ حمید اُسے کاؤنٹر کے قریب کھڑا دیکھ کر آگے بڑھا۔ پھر دوسرے لمحے میں فریدی بڑی توجہ سے روحی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ روحی ایک خوش شکل لڑکی تھی۔ آنکھیں نیم غنودہ سی تھیں۔ جیسے ابھی ابھی سو کر اٹھی ہو۔ چلتے وقت پُر غرور انداز میں اپنا سر تھوڑا پیچھے کی طرف جھکائے رکھتی تھی اور اِدھر اُدھر دیکھنے کے لئے صرف آنکھوں کے کناروں سے کام لیتی تھی۔ سر میں خفیف سی بھی جنبش نہیں ہونے پاتی تھی۔ دورانِ گفتگو میں مخصوص انداز میں ابروؤں کو جنبش دینا شاید اُس کی عادت ہی تھی۔

"آج سردی کچھ بڑھ گئی ہے۔" وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔

"یقیناً.... کیا میں آپ کے لئے شیری منگواؤں....؟"

"جی نہیں شکریہ.... میں شراب نہیں پیتی اور نہ میں دعوت کے خیال سے آئی ہوں.... بس ذرا سی تبدیلی چاہتی ہوں۔"

"واقعی آپ بہت بور ہوئی ہوں گی۔"

"مرجانے کی حد تک۔" وہ خلاء میں گھورتی ہوئی بولی۔ "مجھے غم انگیز باتوں سے نفرت ہے۔

میں ہر وقت قہقہے چاہتی ہوں۔ اشرف واپس نہیں آسکتا اور نہ ہم میں کوئی اُس کیلئے مر سکتا ہے۔"

"مگر پرسوں ہی آپ کی منگنی ہوئی تھی۔"

"پھر ہو جائے گی۔" وہ بیزاری سے بولی۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ٹوٹی ہوئی شاخ کی جگہ ہمیشہ دوسری کونپلیں پھوٹتی ہیں۔ گوشت اور ہڈیوں کا کوئی دوسرا جاندار ڈھیر.... زندگی کا دوسرا مظہر۔"

"آپ فلسفی ہیں۔" حمید مسکرا کر بولا۔

"ہر ایک کو ہونا چاہئے۔" روحی بولی۔

"آپ سچ مچ روحی ہیں۔" حمید نے کہا۔ "ویسے آپ کو کسی نہ کسی پر شبہہ تو ضرور ہوگا۔"

"کیا آپ نے یہی معلوم کرنے کے لئے مدعو کیا ہے؟"

"قدرتی بات ہے۔"

"تب مجھے افسوس ہے کہ میں اس مسئلے پر گفتگو نہ کر سکوں گی۔ ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کی طرف سے یہی کہا گیا ہے۔"

"خیر میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"شکریہ....!" روحی مسکرا کر بولی۔ "میں جانتی ہوں کہ آپ سراغ رساں ہیں اور اشرف کے دوست بھی۔"

"آپ کا اتنا ہی جاننا میری تسکین کا باعث ہے میرا خیال ہے کہ اشرف آپ کو بہت زیادہ پسند نہیں تھا۔"

"مجھے کوئی بھی بہت زیادہ پسند نہیں۔ اشرف تو خاص طور پر.... چھینکنے سے پہلے اور چھینکنے کے بعد بہت بُرا منہ بناتا تھا۔"

"اوہ....!" حمید دل ہی دل میں اُسے گالیاں دیتا ہوا بولا۔ "میں آپ سے متفق ہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ آپ کے دوستوں میں صرف ریاض ہی ایک ایسا ہے جو چھینکتا ہی نہیں۔"

"لیکن آپ نے خصوصیت سے ریاض ہی کا ذکر کیوں چھیڑا....؟"

"وہ ایک ماہر نشانہ باز ہے۔" حمید بولا۔

"لیکن اشرف شاید گولی کا شکار نہیں ہوا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" حمید جلدی سے بولا۔

"اور یہ مطلب بھی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"گویا آپ کو بھی اس پر شبہ ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"دیکھئے ہم پھر بہک گئے۔" روحی ہنس کر بولی۔ "مجھے کسی پر بھی شبہ نہیں اور اگر ہو بھی تو میں اس کا اظہار نہیں کروں گی۔ یہاں ہر آدمی اپنی راہ کا کانٹا ہٹا دیتا ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے۔ کبھی اس فعل کی حیثیت انفرادی ہوتی ہے اور کبھی اجتماعی.... اجتماعی حیثیت کو ہم قانون کہتے ہیں.... کیا آپ کے ہاتھ خون سے رنگین نہیں، میرا خیال ہے کہ خود آپ نے اب تک دو تین درجن خون ضرور کئے ہوں گے۔"

"شاید اس سے زیادہ۔" حمید نے کہا اور پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔

"پھر....!" وہ حمید کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "میں کیوں اپنے شبہے کا اظہار کروں۔ جس طرح آپ آزادی کا سانس لے رہے ہیں اسی طرح اُسے بھی لینے دیجئے۔ ممکن ہے اُسے بھی اشرف سے کوئی ایسی ہی شکایت رہی ہو۔ بہتیرے جرائم ایسے بھی ہیں جن کے معاملے میں قانون بے بس نظر آتا ہے۔"

"تو کیا ریاض کو اُس سے کوئی ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی؟"

"آپ نے پھر ریاض کا نام لیا۔ میرا اشارہ خاص طور سے کسی کی طرف نہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ اشرف بھی کسی نہ کسی ایسے جرم کا مرتکب ضرور ہوا ہو گا جس کی سزا قانون کے پاس نہ ہو۔"

"بہر حال آپ کو اشرف سے محبت نہیں تھی؟"

"یہ ایک الگ سوال ہے اور پھر یہ ضروری نہیں کہ منگنی کی محرک محبت رہی ہو۔ اشرف کافی مالدار بھی تو تھا۔"

حمید کا دل چاہا اُس کا گلا گھونٹ دے۔ اُس نے کنکھیوں سے فریدی کیطرف دیکھا وہ مسکرا رہا تھا۔

حمید نے ویٹر کو بلا کر مینو منگوایا۔ کھانے کے دوران میں بہت کم باتیں ہوئیں۔ کم اس لئے ہوئیں کہ روحی کام کی باتوں کے جواب غیر واضح دے رہی تھی۔ کھانے کے بعد کافی آئی۔ حمید نے پھر اشرف کا تذکرہ چھیڑا۔ وہ دراصل روحی کو غصہ دلانا چاہتا تھا۔

"تو یہ منگنی محض دولت کے لئے ہوئی تھی؟" حمید نے پوچھا۔

"دولت تو اب بھی بہر حال ہمارے ہی گھر آئے گی۔" روحی نے کہا۔

"اور آپ کی دوسری منگنی....؟"

"آپ مجھے چڑھا رہے ہیں۔" روحی کافی کی پیالی رکھ کر حمید کو گھورنے لگی۔

"قطعی نہیں.... میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آپکے دل میں میرے لئے کتنی جگہ ہے۔"

"آپ کے لئے....!" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"کیا اشرف نے کبھی آپ سے رضیہ نامی کسی عورت کا تذکرہ کیا تھا....؟"

"رضیہ.... نہیں تو.... کیوں؟"

"ہمارا خیال ہے کہ اشرف کے قتل میں کسی عورت کا ہاتھ ہے۔"

"ہو گا۔" روحی نے بے پروائی سے کہا۔ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر روحی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی عورت ہی ہو لیکن وہ اشرف کی سوتیلی ماں ہو گی۔"

"اشرف کی سوتیلی ماں....؟" حمید چونک کر بولا۔ "لیکن اشرف نے کبھی کسی سوتیلی ماں کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"نہ کیا ہو گا.... وہ ایک مظلوم عورت تھی۔ اُس پر سچ مچ ظلم ہوا تھا۔"

"حیرت ہے.... اشرف نے کبھی کچھ نہیں بتایا۔"

"تو پھر میں جھوٹ کہہ رہی ہوں گی۔" روحی ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

"یہ مطلب نہیں۔ ظاہر ہے کہ اشرف سے ہمارے بڑے قریبی تعلقات تھے لیکن اُس نے کبھی کسی سوتیلی ماں کا تذکرہ نہیں کیا۔ کیا آپ مجھے اس سلسلے میں کچھ اور بھی بتائیں گی؟"

"مجھے اس سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں معلوم۔ میں نہیں جانتی کہ وہ زندہ بھی ہو گی، یا مر گئی ہو گی۔ والدہ صاحبہ اس کے متعلق کچھ جانتی ہیں اور شاید انہوں نے آج ڈی۔ ایس۔ پی سٹی کو کچھ بتایا بھی ہے۔"

"ہوں....!" حمید پائپ میں تمباکو بھرنے لگا۔ ساتھ ہی اُس نے کنکھیوں سے فریدی کی طرف دیکھا جو روحی کو بغور دیکھ رہا تھا اور اُس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا۔ اُس نے حمید کو اشارہ کیا کہ اب روحی کو رخصت کر دینا چاہئے۔

وہ کافی بھی ختم کر چکے تھے اور روحی کچھ اکتائی اکتائی سی نظر آ رہی تھی۔

"کیا میں آپ کو گھر چھوڑ آؤں؟" حمید نے کہا۔

"جی نہیں شکریہ.... میں کار لائی ہوں۔ ہم پھر بھی ملتے رہیں گے.... کیوں؟"

"اوہ.... ضرور ضرور۔ میں فلسفیانہ انداز میں سوچنے والی لڑکیوں کی پرستش کرتا ہوں۔"

"حالانکہ آپ مجھ سے شدید نفرت کرتے ہیں۔" روحی سنجیدگی سے بولی اور حمید سے کوئی

روحی کھڑی ہو گئی۔ دفعتاً حمید نے اُس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار محسوس کئے۔ اُس کا رخ کاؤنٹر کی طرف تھا۔ حمید نے مڑ کر کاؤنٹر کی طرف دیکھا۔ وہاں روحی کا پرستار ریاض موجود تھا۔ حمید پھر روحی کی طرف مڑا لیکن وہ اُس کے قریب نہیں تھی۔ لاؤنج کے دروازے پر اُس کی ہلکی سی جھلک دکھائی دی اور دوسرے لمحے میں وہ لاؤنج کے اندر تھی۔

وہ بھی ویٹر کو اشارہ کرتا ہوا لاؤنج میں چلا گیا۔ فریدی اس نئے وقوعے سے ناواقف نہیں تھا۔ وہ ریاض کی طرف متوجہ ہو گیا۔

روحی حمید کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر بڑے دلآویز انداز میں مسکرائی۔

"میں نہیں چاہتی کہ ریاض مجھے یہاں دیکھے۔"

"کیوں....؟"

"بور کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں اشرف کا سوگ مناؤں۔ ویسے بھی وہ میرا خالہ زاد بھائی تھا۔"

"تو کیا آپ ریاض سے خائف ہیں؟"

"نہیں.... لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ وہ مجھے اور زیادہ بور کرے۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اُسے اٹھا کر باہر پھینک دوں؟"

"آپ....!" روحی ہنسنے لگی۔ "آپ اُس سے زیادہ طاقتور نہیں معلوم ہوتے۔"

لاؤنج میں اُن دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ دفعتاً کسی نے پشت سے روحی کو آواز دی۔ وہ دونوں چونک کر مڑے دروازے میں ریاض کھڑا انہیں گھور رہا تھا۔

"اوہ.... ریاض.... یہ سارجنٹ حمید ہیں۔" روحی اُس کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"میں جانتا ہوں۔" ریاض خشک لہجے میں بولا۔ "لیکن تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"کیوں؟ تم سے مطلب....؟" روحی تیز لہجے میں بولی۔

"تمہیں آج یہاں نہ ہونا چاہئے۔"

"بکواس ہے تم اپنا کام دیکھو۔"

"دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے۔" ریاض ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ اُس کے چہرے پر غم کے بادل چھا گئے۔

"تم لوگ مجھے مار ڈالو گے۔ کہیں میں پاگل نہ ہو جاؤں۔" روحی نے جھنجھلا کر کہا۔ "دنیا کا خون سفید ہو یا سیاہ.... میرا خون کافی گاڑھا ہے.... تم مطمئن رہو۔"

"میں تمہارے اس رویہ کی شکایت پھوپھی صاحبہ سے کروں گا۔"

"آہا.... تو کیا آپ کی پھوپھی صاحبہ مجھے کھا جائیں گی۔"

"تم اپنے بزرگوں کی توہین کرتی ہو۔"

"ریاض مجھے بور نہ کرو.... تم جا سکتے ہو۔"

"بہتر ہے.... کاش تم آدمی بن سکتیں۔" ریاض نے کہا اور واپس جانے کے لئے مڑا۔

"او ہو ٹھہرو۔" روحی آگے بڑھتی ہوئی بولی۔ "کیا گھر جا رہے ہو۔ میں بھی چلتی ہوں۔ میں نے منع کیا تھا تم سے کہ آج رات باہر نہ جانا۔ کتنی سردی ہے۔ تمہیں پہلے ہی نزلے کی شکایت تھی۔"

حمید حیرت سے منہ کھولے کھڑا رہ گیا۔ اُسے توقع تھی کہ روحی ریاض کو چلا جانے دے گی۔ لیکن وہ خود اس طرح اُسکے ساتھ جا رہی تھی جیسے ابھی اُنکے درمیان بڑی خوشگوار گفتگو ہوتی رہی ہو۔

فریدی لاؤنج کے دروازے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

وہ کون تھی

حمید اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

"دیکھا آپ نے....؟"

"ہاں آؤ....!" فریدی باہر نکلتا ہوا بولا۔ حمید نے کھانے کے دام چکائے اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔

"آپ نے ہماری گفتگو بھی سنی تھی؟" حمید نے پوچھا۔

"ایک ایک لفظ۔" فریدی کیڈی میں بیٹھتا ہوا بولا۔

"اب آپ کو یقین آیا....؟"

"کس بات پر....؟" فریدی نے انجن اسٹارٹ کر دیا۔

"اس بات پر کہ شہتوت کے درخت میں مرغی کے انڈے لگتے ہیں۔" حمید جھنجھلا کر بولا۔

فریدی ہنسنے لگا۔ کیڈی پھر سڑک پر نکل آئی تھی۔

"لڑکی اپنے ماحول سے اکتائی ہوئی معلوم ہوتی ہے.... اور بس۔"

"بہتر ہو گا کہ آپ ایک پرائیویٹ پاگل خانہ کھول لیں۔"

"اسی فکر میں ہوں۔ سب سے پہلے تمہارا نام رجسٹر کروں گا۔" فریدی نے کہا۔

"ڈفر! یہ تو سوچو اگر واقعی اُس کا ہاتھ اس واردات میں ہوتا تو وہ اتنی بے باکی سے اپنے

خیالات کا اظہار نہ کرتی۔"

"مجھے اُس سے نفرت ہے۔"

"محض اس لئے کہ اُس کے اندر تم سے بھی زیادہ آدم خوری کے جراثیم موجود ہیں۔ تم ساتھ ہی ساتھ حساس ہو اور اُس نے اپنی حس مردہ کر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد فریدی نے ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے کیڈی روک دی اور اُتر کر بوتھ کے اندر چلا گیا۔

حمید سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے پائپ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا۔ نہ جانے کیوں اُسے آج تھکن سی محسوس ہونے لگی تھی حالانکہ آج وہ آفس بھی نہیں گیا تھا۔ وہ اب بھی روحی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ نہ جانے کیوں یہ بات اُس کے ذہن میں بیٹھ گئی تھی کہ اس قتل میں روحی کا ہاتھ ضرور ہے۔ وہ قاتل کو اچھی طرح جانتی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ریاض ہی ہو۔ اُس نے کسی عورت کے ذریعہ شاہد کو پھانس کر سازش میں لپیٹ لیا ہو۔ کیا وہ عورت روحی ہو سکتی ہے؟ لیکن نہیں! روحی کافی ذہین اور چالاک ہے۔ وہ کسی ایسے معاملے میں اس طرح نہیں الجھ سکتی جس میں اُس کے پہچان لیے جانے کا امکان ہو.... پھر....؟ بہر حال آگے بڑھنے کے لئے اُس کا پتہ لگانا ضروری تھا۔ روحی نے اشرف کی کسی سوتیلی ماں کا بھی تذکرہ کیا تھا۔ مگر اشرف کی سوتیلی ماں بہر حال اتنی کمسن نہیں ہو سکتی کہ اُس کا جادو شاہد پر چل سکے۔

دوسری طرف واردات کی نوعیت بھی اُس کے ذہن میں تھی۔ فریدی کے خیال کے مطابق کوئی تیسرا شخص بھی اشرف کے مکان میں موجود تھا۔ ظاہر ہے کہ اُسی تیسرے آدمی نے دروازے کا تالا کھول کر دوسرا تالا اگلے دروازے میں لگایا ہوگا اور شاید وہ اُس وقت بھی مکان ہی میں موجود رہا ہو۔ جب شاہد اور وہ عورت باہر کے کمرے میں تھے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ نامعلوم آدمی اچھی طرح جانتا تھا کہ اشرف کے نوکر دو بجے سے پہلے واپس نہیں آسکتے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہتی ہے کہ اشرف کی موت گیارہ اور ایک کے درمیان میں واقع ہوئی تھی۔ گیارہ بجے شاہد اُس عورت کے ساتھ وہاں پہنچا تھا اور پونے بارہ تک وہاں ٹھہرا تھا۔ لیکن اس دوران میں اُس نے دھماکے کی آواز نہیں سنی تھی۔ تو پھر اشرف اُس وقت تک زندہ تھا لیکن اس بات سے بے خبر کہ اُس کے مکان میں اُس کے لئے کیا ہو رہا ہے۔ شاہد وہاں سے تنہا واپس ہوا تھا اور وہ عورت وہیں رہ گئی تھی لیکن کوئی عورت بھی اس وزنی تجوری کو نہیں دھکیل سکتی تھی۔ لہٰذا تیسرے آدمی کا وجود ثابت ہو جاتا ہے اور پھر باہر کے کمرے میں سگار کی راکھ بھی تو ملی تھی جس

کے متعلق فریدی نے اُسی وقت رائے قائم کر لی تھی۔ رہ گیا شاہد تو وہ سگار پیتا ہی نہیں۔ عورتیں بھی سگار نہیں پسند کرتیں۔

فریدی ٹیلی فون بوتھ سے واپس آگیا تھا اور کیڈی پھر چل پڑی تھی۔ حمید کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

"میں نے جگدیش کو فون کیا تھا۔ وہ مجھے کوئی نئی اور دلچسپ اطلاع دینا چاہتا ہے۔"

"تو اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟"

"ہوٹل ڈی فرانس.... جگدیش وہیں آئے گا۔ کوتوالی میں نہیں ملنا چاہتا۔ اس بار اُس کا صاحب سرپٹ دوڑ رہا ہے اور اُس نے تہیہ کر لیا ہے کہ اس کیس کو محکمہ سراغ رسانی تک ہرگز نہ پہنچنے دے گا۔"

"مجھے تو یہ کیس سلجھتا نظر نہیں آتا۔" حمید بڑبڑایا۔

"بظاہر حالات ایسے ہی ہیں۔" فریدی نے کہا۔ "شاہد والی عورت بہت ضروری ہے۔"

"اور اگر وہ سرے سے غپ ہی نکلی تو....؟"

"ممکن ہے لیکن فی الحال ہمیں یہی سوچنا چاہئے ہم اپنی معلومات کے دائرے سے باہر تو عمل نہیں کر سکتے۔"

"اگر کسی عورت کا وجود ہے بھی تو وہ خود ہی اشرف کی زندگی کی خواہاں رہی ہوگی۔" حمید نے کہا۔ "ہو سکتا ہے اشرف سے اُس کے تعلقات رہے ہوں اور وہ اُس کی منگنی کی خبر پا کر بھڑک اٹھی ہو۔"

"خیر اسی لائن پر سوچو۔" فریدی نے کہا۔ "لیکن اس چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ رضیہ نے شاہد پر دو ڈھائی ماہ قبل ہی سے ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے تھے اور قتل اُس رات کو ہوا جس دن منگنی کا اعلان کیا گیا تھا۔ دوسری طرف یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمیں اشرف کی زندگی میں کسی ایسی عورت کے وجود کا علم نہیں ہو سکا جس سے اُس کے جنسی تعلقات ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اشرف بڑا محتاط آدمی تھا۔ اگر وہ واقعی ایسا ہی محتاط تھا تو اُس عورت کے لئے دو ماہ قبل ہی منگنی کے امکان کا اندیشہ کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ اشرف نے محتاط ہونے کی بناء پر ہرگز اس پر یہ بات ظاہر نہ ہونے دی ہوگی۔ یہ بات یہاں ختم ہو گئی۔ اب اس کے لئے صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے وہ یہ کہ عورت نہ صرف اُسی کے طبقے کی رہی ہو بلکہ اُس سے قریبی تعلقات رکھنے والوں سے بھی متعارف رہی ہو جن کے ذریعہ اُسے منگنی کا علم دو ماہ قبل ہی ہو گیا لیکن حمید

صاحب اس نظریئے میں ایک بہت بڑی کمزوری ہے اگر وہ جانی پہچانی ہوئی عورت ہوتی تو وہ کسی دوسرے کے کاندھے پر رکھ کر بندوق نہ چلاتی۔ کیونکہ اس میں پہچان لیے جانے کا خطرہ ہے۔ ظاہر ہے کہ شاہد اُسے شناخت کرنے کے لئے زندہ ہے!"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"یہی کہ وہ عورت بھی اس بساط پر صرف ایک معمولی سا مہرہ تھی۔ شاطر تو کوئی اور ہی ہے میرا خیال ہے کہ وہ عورت روزانہ نظر آنے والی کوئی سوسائٹی گرل بھی نہ ہوگی۔"

"اشرف کی سوتیلی ماں۔" حمید بڑبڑایا۔

"یہ ایک نئی اطلاع ہے سوال یہ ہے کہ اگر اشرف کی کوئی سوتیلی ماں بھی تھی تو اُس نے کبھی اس کا تذکرہ کیوں نہیں کیا۔ پھر بھی یہ اطلاع تمہیں روحی سے ملی ہے جسے تم قریب قریب پاگل سمجھتے ہو۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ پھر اپنے خیالات میں الجھ گیا تھا۔

ہوٹل ڈی فرانس میں پہنچ کر انہیں زیادہ دیر تک جگدیش کا انتظار نہیں کرنا پڑا۔ جگدیش کچھ پریشان سا نظر آرہا تھا۔ وہ چپ چاپ آکر اُن کے قریب بیٹھ گیا۔

حمید اور فریدی سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھ رہے تھے لیکن اُس نے خود ہی سلسلہ گفتگو نہیں شروع کیا۔

"کیا خبر ہے؟" فریدی اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"پہلی خبر تو یہ کہ کوتوال صاحب مجھ سے بہت زیادہ ناراض ہوگئے ہیں۔"

"خیر یہ خبر میرے لئے کافی پرانی ہو چکی ہے اور وہ تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔ تم مطمئن رہو۔ اچھا دوسری خبر....؟"

"بیگم ارشاد نے معاملے کو الجھا دیا ہے۔"

"کیوں....؟" فریدی چونک کر بولا۔ حمید بھی جگدیش کو گھور رہا تھا کیونکہ اُس نے روحی کی ماں کا حوالہ دیا تھا۔

"انہوں نے۔" جگدیش سگریٹ سلگاتا ہوا بولا۔ "ایک نئی کہانی سنائی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اشرف کے والد کی ایک داشتہ تھی اور اُن کی موت کے بعد اُس نے جائیداد میں حصہ لینا چاہا تھا لیکن اُس کی کوششیں ناکام رہی تھیں۔ اُس کے ایک بچہ بھی تھا۔"

"ہوگا....!" فریدی سر ہلا کر بولا۔ "اس میں کون سا الجھاوا پیدا ہوتا ہے۔"

"سنئے تو.... وہ عورت دراصل شاہد کی ماں ہے سعیدہ.... جلال آباد کے سرکاری ہسپتال میں میٹرن ہے۔"

"کیا....؟" حمید اچھل پڑا۔

"جی ہاں.... آج کوتوال صاحب جلال آباد گئے تھے لیکن وہ عورت کہتی ہے کہ وہ اشرف کے والد سے واقف ہی نہیں۔"

"آہم....!" فریدی بڑبڑایا۔ "حالات تیزی سے روشنی میں آرہے ہیں لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ شاہد کی ماں ہی ہے۔"

"شاہد نے اُس کا پتہ بتایا تھا دوسری طرف بیگم ارشاد نے بھی وہی نام اور پتہ بتایا۔"

"بہت خوب اور سعیدہ اس سے انکار کرتی ہے۔ اُس نے شاہد کو تو اپنا بیٹا تسلیم کر لیا ہے نا۔"

"جی ہاں اسے وہ تسلیم کرتی ہے۔"

"ہوں.... اچھا.... تو اب تمہارے صاحب کیا فرماتے ہیں؟"

"فرمائیں گے کیا.... جھک مار رہے ہیں۔ شاہد جوں کا توں اپنے پچھلے بیان پر قائم ہے۔"

"میں پہلے ہی کہہ رہا تھا۔" حمید بڑبڑا کر رہ گیا۔

"تم بھی یہی کہہ رہے تھے کہ شاہد کا بیان غلط تھا۔" فریدی مسکرا کر بولا۔

"قطعی! بے سروپا.... بے بنیاد۔"

"خیر تمہیں ان خیالات پر افسوس کرنے کا موقع دیا جائے گا۔" فریدی خشک لہجے میں بولا اور کرسی سے اٹھ گیا۔

"کہاں چلے؟" حمید نے پوچھا۔

"تم میرا انتظار نہ کرنا۔"

وہ اُن دونوں کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ کیڈی اسٹارٹ کی اور پھر کچھ دور پر اُسے ایک پٹرول پمپ کے سامنے روک دیا۔ ٹنکی بھرائی اور پھر چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کیڈی پرنسٹن روڈ پر جا رہی تھی۔ جلال آباد کا فاصلہ ساٹھ میل تھا۔ پولو گراؤنڈ والی سنسان سڑک پر پہنچتے ہی کیڈی کی رفتار بہت تیز ہوگئی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ جلال آباد کے سرکاری ہسپتال کی کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھی۔ فریدی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ سعیدہ ڈیوٹی ہی پر تھی۔ اس لئے اُس تک پہنچنے میں زیادہ دیر نہ لگی۔ یہ ادھیڑ عمر کی ایک باوقار اور متین عورت تھی۔ فریدی کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اُس کے چہرے پر تشویش یا پریشانی کے آثار

قطعی نہیں تھے۔ حالانکہ اُسے اپنے لڑکے کے لئے پریشان ہونا چاہئے تھا۔ فریدی نے جب اُسے اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا تو وہ کچھ اکتائی ہوئی سی نظر آنے لگی۔ پھر بولی۔

”دیکھئے! آپ کا تعلق محکمہ سراغ رسانی سے ہے اور مجھے آپ کے یہاں کے ڈی۔ ایس۔ پی سے ہدایت ملی ہے کہ میں محکمہ سراغ رسانی کے کسی فرد سے کوئی بات نہ کروں۔“

”اور یہ محض اس لئے کہ میں شاہد کو بے گناہ سمجھتا ہوں۔“ فریدی نے کہا۔ ”وہ بیچارا ایک بہت بڑی سازش کا شکار ہوگیا ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اُسے بچانے کی کوشش کروں۔ شاید آپ میرے نام سے واقف نہ ہوں گی۔“

وہ چند لمحے خاموش رہی پھر بولی۔ ”تو آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟“

”کیا بیگم ارشاد نے جو اطلاع دی ہے صحیح ہے؟“

”کون بیگم ارشاد؟ میں انہیں نہیں جانتی۔“

”دیکھئے! یہ شاہد کے حق میں درست نہیں۔“

”شاہد....!“ اُس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر بولی۔ ”میں ایسے ناخلف کو پھانسی ہی پر دیکھنا پسند کروں گی جس نے میری تربیت پر بٹہ لگایا۔“

”میں آپ کے اس جذبہ کی قدر کرتا ہوں۔ مگر وہ بے چارا بے گناہ ہے۔ اگر آپ نے میری مدد نہ بھی کی تو میں اُسکی بے گناہی ثابت کردوں گا۔ ہاں اس طرح ذرا دشواریاں بڑھ جائیں گی۔“

”میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں؟“

”یہی کہ مجھ سے کچھ چھپایئے نہیں۔“

”مم.... میں کچھ نہیں چھپا رہی ہوں۔“

”دیکھئے! آپ ایک بڑی حقیقت چھپا رہی ہیں۔ اشرف کے والد سے آپ کی باقاعدہ شادی ہوئی تھی۔“

”کک.... نن.... نہیں.... نہ جانے آپ کیا کہہ رہے ہیں.... میں کسی اشرف یا اُس کے والد کو نہیں جانتی۔“

”آپ کی مرضی۔“ فریدی خشک لہجے میں بولا۔ ”آپ نے صرف پھانسی کا نام سنا ہے۔ کسی کو پھانسی ہوتی دیکھی نہیں۔ گردن ربر کی طرح کھنچتی ہے اور جسم جھولتا رہ جاتا ہے۔ پھر جلاد ٹانگیں پکڑ کر اُس طرح جھٹکا دیتا ہے شاہد جوان آدمی ہے۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کے بعد بھی اُس کا جسم پھڑکتا رہے گا۔“

”خاموش....!“ سعیدہ سینے کے بل چیخ کر دیوار سے ٹک گئی۔ اُس کے چہرے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئی تھیں اور وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔

”کسی کی موت کی خبر سے متاثر نہ ہونا اور بات ہے اور کسی کو مرتے دیکھنا اور....!“

”مم.... میں اپنے کوارٹر میں جانا چاہتی ہوں۔“ اُس نے مردہ سی آواز میں کہا۔

فریدی نے سہارے کے لئے اپنا داہنا بازو پیش کیا اور وہ دونوں باہر آئے۔ کوارٹر ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فریدی کے سامنے بیٹھی مضمحل آواز میں کہہ رہی تھی۔

”عرفان سے میری سول میرج ہوئی تھی۔ شادی کا سرٹیفکیٹ میرے پاس موجود ہے اور شاہد عرفان ہی کا لڑکا ہے یعنی اشرف مرحوم کا سوتیلا بھائی ہے۔ یہ چند آدمیوں کے کمینہ پن کی ایک لمبی داستان ہے لیکن میں مختصراً بتاؤں گی۔ شاہد چھ ماہ کا تھا کہ عرفان چل بسے۔ اشرف پانچ سال کا تھا اور اُس کی ماں زندہ تھی۔ بیگم ارشاد کی بہن.... میں نے جائیداد میں بٹوارہ چاہا لیکن اشرف کی ماں کے عزیزوں نے طوفان برپا کردیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ عدالتی چارہ جوئی ہونے پر وہ شاہد کو ناجائز اولاد ثابت کرادیں گے۔ حالانکہ سرٹیفکیٹ کی موجودگی میں وہ اسے کسی طرح نہ ثابت کرسکتے۔ لیکن میں نے اسے گوارا نہ کیا کہ میرے بچے کی حیثیت اتنے گندے انداز میں موضوع بحث بنے۔ یہ میری شرافت کی توہین تھی۔ میں نے وہ شہر ہی چھوڑ دیا اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی۔ شادی سے قبل بھی میں نرس تھی۔ اس واقعے کے بعد میں دوبارہ اس زندگی میں آگئی۔“

سعیدہ اٹھ کر ایک کمرے میں آگئی۔ واپسی پر اُس کے ہاتھ میں شادی کا سرٹیفکیٹ تھا۔ فریدی اُسے چند لمحے دیکھتا رہا پھر بولا۔ ”کیا شاہد کو ان واقعات کا علم ہے؟“

”ہرگز نہیں۔ میں نے اُسے کبھی کچھ نہیں بتایا.... اور نہ پھر اس کے بعد سے کبھی عرفان کے اعزا سے میرا سامنا ہوا۔ میں یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ بیگم ارشاد کو میری موجودگی کا بھی علم ہوگا.... آہ! بے شک کسی نے میرے بچے کو بُری طرح پھنسا دیا ہے۔ میں کیا کروں؟“

اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

”اگر آپ میری ہدایت پر عمل کریں گی تو سب ٹھیک ہی ہوگا۔ دیکھئے فی الحال آپ اس سرٹیفکیٹ کو بھول جائیے اور اپنے اسی بیان پر اڑی رہئے کہ آپ عرفان سے واقف تک نہیں تھیں۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں یہ سرٹیفکیٹ اپنے ہی پاس رکھوں۔ ہوسکتا ہے کہ بیگم ارشاد کے دوسرے اشارے پر آپ کے گھر کی تلاشی لی جائے۔ اگر یہ سرٹیفکیٹ پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو پھر شاہد کی گلو خلاصی محال ہوجائے گی اور ہاں صرف یہی نہیں بلکہ ہر ایسی چیز ضائع

کردی جائے جس سے آپ کا اور عرفان کا تعلق ظاہر ہو سکے۔ مثلاً پرانے خطوط وغیرہ۔ فوٹو گراف تحائف، جن پر آپ کے اور عرفان کے نام موجود ہوں۔"

"لیکن اگر عرفان کے دوسرے اعزا نے میرے خلاف شہادت دی تو؟" سعیدہ نے کہا۔

"فکر نہ کیجئے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اس صورت میں جلال آباد کے کم از کم ڈیڑھ سو معززین اس بات کی شہادت دیں گے کہ آپ ہمیشہ سے جلال آباد ہی میں رہتی آئی ہیں اور یہیں کے ایک خاندان میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔"

فریدی کی چال

دوسری صبح سرجنٹ حمید اور انسپکٹر فریدی میں پھر تکرار ہو گئی۔ فریدی نے اُسے پچھلی رات کے واقعات بتا دیئے تھے۔ وہ اس وقت ناشتے کی میز پر تھے۔

"اور اس کے باوجود بھی آپ اپنے پچھلے نظریئے پر قائم ہیں۔" حمید نے کہا۔ "سعیدہ نے آخر اتنی بڑی حقیقت کو چھپانے کی کوشش کیوں کی؟"

"اس حقیقت کو تو وہ بیس بائیس برس سے چھپائے رہی ہے۔"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا کہ شاہد کو اس کا علم نہ رہا ہو۔" حمید نے کہا۔ "اوہ وہ ایک چالاک ترین قاتل ہے۔"

"اتنا چالاک کہ پھنس جانے کے لئے اپنا کوٹ چھوڑ گیا تھا۔" فریدی طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

حمید کچھ نہ بولا۔ اس نئے انکشاف پر وہ چکرا گیا تھا۔ بات حقیقتاً سوچنے کی تھی۔ اگر شاہد واقعی قاتل تھا تو اُس نے مقتول سے کوٹ بدلنے کی حماقت کیوں کی۔ اگر معاملہ صرف شناختی کارڈ کا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ اُس کی بے احتیاطی سے شناختی کارڈ جائے واردات پر گر گیا ہوگا۔

"کچھ نہیں بیٹے۔" فریدی اُس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولا۔ "ہم ایک قدم بڑھے ہیں۔ اب ہمیں بیگم ارشاد کے متعلق سوچنا ہے۔ اُس نے پولیس کو غلط اطلاع کیوں دی۔ صاف صاف کیوں نہیں بتایا کہ سعیدہ سے عرفان کی سول میرج ہوئی تھی اور یہ کہ اُسے سعیدہ کی موجودہ حالات کا علم کب ہوا۔ وہ اس کے جلال آباد کے قیام کے متعلق کب سے جانتی ہے اور اُسے اس کا علم کیونکر ہوا۔ تم نے ابھی تک مجھے یہ بھی نہیں بتایا کہ اُن پانچوں میں سے ریاض اور

فیض کے علاوہ اور کون سگار پیتا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں پیتا۔" حمید نے کہا۔

"اچھا تو اب ہم اپنا طریقہ کار بدل دیں گے۔ اُن لوگوں سے تو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکتا۔ کیونکہ ڈی۔ ایس۔ پی نے اُن کے ہونٹ سی دیئے ہیں۔"

"پھر ہم کہاں ٹکریں ماریں گے؟" حمید بیزاری سے بولا۔ "ان تین دنوں میں میری روح بُری طرح کچلی گئی ہے۔"

"گھبراؤ نہیں.... جلد ہی تمہیں تمہارے معیار کی تفریحات نصیب ہوں گی۔ ناشتہ ختم کر چکے ہو تو اٹھو۔"

لباس تبدیل کر کے وہ باہر نکلے۔ حمید کو حیرت ہو رہی تھی کہ فریدی آج اُن گلیوں کے چکر کیوں لگا رہا ہے جن کے متعلق سوچنا بھی کم از کم اُس کے طبقے کے لوگوں کے لئے باعث ننگ ہو سکتا ہے۔ ان گلیوں میں جا بجا غلاظت اور گندگی کے ڈھیر تھے ہر نئے موڑ پر ایک نئی قسم کی بدبو کا احساس ہوتا تھا۔ دن کے وقت بھی وہاں قریب قریب تاریکی ہی تھی۔

فریدی نے ایک بھدی سی عمارت کے بد وضع صدر دروازے پر دستک دی۔ حمید ناک پر رومال رکھے کھڑا تھا۔ اُس نے کراہت سے اُس اونچی عمارت پر نظر ڈالی اور فریدی کو گھورنے لگا۔

دو تین بار دستک دینے پر دروازہ چرچراہٹ کے ساتھ کھلا۔ پٹوں کے درمیان سے نکلنے والا سر کسی سال خوردہ بڑھیا کا تھا۔ اُس نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا اور منہ کھول کر کھڑی ہو گئی۔ فریدی جیب سے فاؤنٹین پن نکال کر کاغذ کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر کچھ لکھنے لگا۔ پھر اُس نے وہ ٹکڑا بڑھیا کے ہاتھ میں دیتے ہوئے اُسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ بڑھیا ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی۔

"بہری ہے۔" فریدی نے حمید کی طرف مڑ کر کہا۔

"انتخاب کی داد دیتا ہوں۔ اگر لنگڑی بھی ہو تو مجھے ذرہ برابر افسوس نہ ہوگا۔ آپ اسی لائق ہیں۔ البتہ بدبو سے میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

"بس اتنے ہی میں گھبرا گئے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ اُس نے جیب سے دوسرا رومال نکال لیا جو "ایسنس آف روز" کی خوشبو سے بسا ہوا تھا۔ تین چار منٹ گذر گئے۔ فریدی شاید کسی کا منتظر تھا۔

دروازہ پھر کھلا۔ اب اُن کے سامنے ایک بھاری بھرکم آدمی کھڑا تھا جس کے جسم پر خاکی

گابرڈین کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ تھی۔ چہرہ بڑی حد تک بدنما اور بھدا تھا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا۔" وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

"باہر آؤ....!" فریدی مسکرا کر بولا۔ "تھوڑی سی گفتگو اور تھوڑی سی تفریح۔"

وہ باہر آگیا۔ دروازہ کسی نے اندر سے پھر بند کر لیا۔

"میرے ساتھ آؤ۔" فریدی نے کہا۔

سڑک پر پہنچ کر انہوں نے ایک ٹیکسی رکوائی۔

"مجھے ایک لڑکی کی تلاش ہے۔" فریدی ٹیکسی میں بیٹھتے ہی بولا۔

"اوہ.... تو میں کیا کر سکتا ہوں۔" گرانڈیل آدمی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ وہ کس قسم کی لڑکی ہو سکتی ہے۔"

"لیکن میں اب دوسرا دھندا کر رہا ہوں۔ یہ دھندا تو اب شریفوں میں چلا گیا ہے۔"

"سگار....!" فریدی سگار کیس اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔

"شکریہ....!" اُس نے سگار لے کر ہونٹوں میں دبا لیا اور عجیب نظروں سے فریدی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "کیا کوئی نئی مصیبت۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کل میں محنت مزدوری کر رہا ہوں۔"

"تم جو کچھ بھی کر رہے ہو۔" فریدی نے لاپرواہی سے کہا۔ "مجھے اس سے غرض نہیں۔ میں چھوٹے موٹے معاملات میں ہاتھ نہیں لگاتا۔"

"پھر.... لیکن کسی بڑے معاملے سے میرا کیا تعلق۔"

"تم غلط سمجھے.... میں تمہیں کوتوالی نہیں لے جا رہا ہوں۔"

"دوسری صورت میں بھی مجھے جہنم ہی کی توقع رکھنی چاہئے۔" اُس نے کہا۔

"نہیں.... میں تمہاری مدد چاہتا ہوں۔ مجھے اس لڑکی کی تلاش کے سلسلے میں تمہاری ضرورت ہے۔"

"اب میرے پاس لڑکیاں نہیں ہیں.... آپ یقین کیجئے۔"

"ہو سکتا ہے کہ تم اُسے جانتے ہو۔"

"نام کیا ہے؟"

"نام.... مجھے نام میں شبہ ہے۔ ویسے وہ بعض اوقات خود کو رضیہ کہتی ہے۔ کچھ اس قسم کی ہے کہ لوگ اُسے کافی تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں۔ عمر بیس اور پچیس کے درمیان۔ ایک خاص پہچان یہ

ہے کہ اُس کے داہنے کان کی لو دوہری معلوم ہوتی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں ایسی کسی لڑکی کو نہیں جانتا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ایسی لڑکی آپ کو مادام کے ہوسٹل میں ضرور مل جائے گی۔"

"کیا بکواس ہے۔" حمید نے کہا۔ "وہ تو کالج گرلز کا ایک پرائیویٹ ہوسٹل ہے۔ مادام رووانو ایک معزز عورت ہے۔"

"حضور والا۔" وہ تلخ لہجے میں بولا۔ "یہی تو میں عرض کر رہا تھا کہ ان معزز ہستیوں نے ہماری روٹیوں پر لات ماری ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔" فریدی سر ہلا کر بولا۔ "مجھے اس کا علم نہیں تھا۔"

"ان کا کاروبار صرف اونچے طبقے تک محدود ہے۔" اُس نے کہا۔ "اسی لئے کسی کو ان کا علم نہیں۔ رووانو کے ہوسٹل کی ساری لڑکیاں دھندا کرتی ہیں۔ لیکن کسی کے منہ میں دانت ہیں کہ انہیں طوائفیں کہہ کر پکارے گا۔ انہیں آپ سوسائٹی گرلز بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ عام طور پر بہت کم دکھائی دیتی ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ آپ قانونی طور پر مادام رووانو کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کر سکتے۔"

"کیوں....؟"

"آپ کو کہیں سے کوئی ثبوت ہی نہ ملے گا۔"

"آخر لوگ ان لڑکیوں تک کیونکر پہنچتے ہوں گے؟"

"چیٹرلیز ہوٹل کے منیجر کے ذریعہ۔"

"کیا....؟" حمید یک بیک چونک پڑا۔

فریدی نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا اور پھر اجنبی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ حمید کو اچھی طرح یاد نہیں کہ پھر اُن دونوں کے درمیان اور کیا گفتگو ہوئی۔ اُس کے کانوں میں سیٹیاں سی بجنے لگیں تھیں۔ اُس کی آنکھیں خود بخود کبھی پھیلتی اور کبھی سکڑ جاتیں۔ ذہن بار بار "چیٹر لیز ہوٹل" دہرا رہا تھا۔

پھر اُس نے تھوڑی دیر بعد ان دونوں کو ٹیکسی سے اُترتے دیکھا۔ وہ بھی اُتر گیا۔ لیکن وہ اندر ہی اندر بُری طرح کھول رہا تھا اور اُس کی زبان کچھ اُگل دینے کے لئے بے قرار تھی۔ اجنبی نے فریدی سے مصافحہ کیا اور ایک طرف چلا گیا۔ وہ دونوں فٹ پاتھ پر کھڑے ہوئے تھے۔

"کس ہوٹل کا نام لیا تھا اس نے؟" حمید نے پوچھا۔

"اوہ ٹھیک یاد آیا۔" فریدی اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تم چیٹر لیز ہوٹل کے نام پر چونکے کیوں تھے؟"

"کیا آپ جانتے ہیں چیٹر لیز ہوٹل کا مالک کون ہے؟"

"ہاں.... آں.... شاید.... جہانگیر بہرام جی۔"

"جی نہیں.... وہ کئی ماہ پیشتر کی بات ہے۔ اب اُس کا مالک فیض ہے۔"

"گڈ لارڈ....!" فریدی چونک پڑا۔

"فیض....!" حمید کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "وہ سگار بھی پیتا ہے اور ہے بھی کمینہ خصلت۔"

"ہوں.... اچھا تو اب کھیل شروع ہونے جارہا ہے۔" فریدی نے ایک گذرتی ہوئی ٹیکسی کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور حمید سے بولا۔ "اس ڈی۔ ایس۔ پی کے بچے سے بھی سمجھ لوں گا۔"

وہ دونوں گھر واپس آگئے اور فریدی حمید کو نیچے چھوڑ کر اوپری منزل پر چلا گیا جہاں اُس کی تجربہ گاہ تھی۔ کچھ دیر بعد اُس نے حمید کو اوپر سے آواز دی اور پھر جب حمید اوپر پہنچا تو اُسے فریدی کی بجائے تجربہ گاہ میں ایک بوڑھا نظر آیا جس کی سفید مونچھیں نچلے ہونٹ کو بھی ڈھکے ہوئے تھیں اور ڈاڑھی صاف تھی۔ نہ صرف ڈاڑھی بلکہ چندیا تک صاف تھی۔

"لعنت ہے! ایسے میک اپ پر کہ سر تک منڈ جائے۔" حمید بڑبڑایا۔

"بیٹے تب تو میک اپ مکمل ہے اور میں اس سے مطمئن ہوں۔ گھبراؤ نہیں بال محفوظ ہیں۔ سر پر پلاسٹک کا خول ہے اور یہ سو فیصدی میری ایجاد ہے تم بھی جلدی سے کوئی الٹا سیدھا میک اپ کر ڈالو۔ اگر ڈی۔ ایس۔ پی کے بچے نے راستہ نہ بند کر دیا ہوتا تو اس کی نوبت ہی نہ آتی۔"

"کیا میں بوڑھا بن جاؤں۔" حمید نے بڑی سعادت مندی سے پوچھا۔

"بکومت.... چلو ادھر آؤ۔"

حمید میک اپ کے دوران میں طرح طرح کے منہ بناتا رہا۔

"وہ آدمی کون تھا....؟" حمید نے پوچھا۔

"گرجن.... تم اُس سے واقف نہیں۔ یہاں کے مشہور بد معاشوں میں سے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب اُس نے لڑکیوں کا کاروبار ترک کر دیا ہو لیکن دو ایک قمار خانے تو اب بھی چلا رہا ہے۔"

"لیکن اگر ہمیں وہ لڑکی روڈانو کے ہوسٹل میں بھی نہ ملی تو....؟"

"فکر نہ کرو.... الجھی ہوئی ڈور کا سرا دریافت کرنے کیلئے ہر گانٹھ پر انگلی رکھنی پڑتی ہے۔"

"اب آپ کیا کرنے جارہے ہیں؟"

"میں وکیل ہوں اور تم میرے محرر.... کیا سمجھے۔ بس فی الحال اتنا ہی۔"

میک اپ کرنے کے بعد انہوں نے لباس تبدیل کیے اور فریدی نے گیراج سے اپنی وہ چھوٹی کار نکالی جس کا استعمال شاذ و نادر ہی ہوتا تھا۔ حمید خاموش تھا۔ اُس نے سوچا کچھ پوچھنا بیکار ہے۔ حقیقت تو یہ تھی کہ بعض اوقات وہ بھی فریدی کی اس حرکت سے کافی محظوظ ہوتا تھا۔ وہ کچھ بتائے بغیر اُسے ایسی جگہوں پر لے جاتا جہاں پہنچ کر اُسے تحیر خیز اختتام رکھنے والی کہانیوں کا سامرہ آجاتا تھا۔

اور پھر روحی کے مکان کے سامنے کار رکتے دیکھ کر اُسے سچ مچ حیرت ہوئی۔ وہ دونوں کار سے اُترے اور پورٹیکو سے گذر کر برآمدے میں آئے۔ فریدی نے جیب سے وزیٹنگ کارڈ نکالا جس پر "ایس کے ناگر سیٹرؔ" تحریر تھا۔

"بیگم صاحبہ سے ملنا ہے۔" اُس نے نوکر کو وزیٹنگ کارڈ دیتے ہوئے کہا۔

دو تین منٹ بعد وہ اندر بلا لئے گئے۔ ڈرائینگ روم میں بیگم ارشاد تنہا تھیں اور کچھ مضطرب سی نظر آرہی تھیں۔

"میں خاتون سعیدہ کا وکیل ہوں۔" فریدی نے اپنا تعارف کرایا۔

"کون خاتون سعیدہ....؟" بیگم ارشاد نے پیشانی پر شکنیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"وہی جس کی آپ نے توہین کی ہے اور اب وہ میری وساطت سے آپ پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کرنے جارہی ہیں۔"

"وہ جھوٹی ہے۔ اُس نے پولیس کو غلط بیان دیا ہے"

"جی ہاں.... انہوں نے پولیس کو بتایا ہے کہ وہ کسی ایسے عرفان کو نہیں جانتیں جس سے اُن کے ناجائز تعلقات رہے ہوں۔"

"لیکن آپ اُس کے بیان کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں؟"

"میں مجبور ہوں۔ میرے پاس ٹھوس دلائل ہیں۔ ثبوت ہے، شہادتیں ہیں.... گواہ ہیں۔"

"میں ایسے گواہ پیش کر سکتی ہوں جو....!"

"جی ہاں۔" فریدی اُس کی بات کاٹ کر بولا۔ "جو شہادتیں دیں گے کہ عرفان سے اُن کی سول میرج ہوئی تھی۔"

"یہ غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں.... اگر ثبوت تھا تو وہ یہاں سے بھاگ کیوں گئی تھی؟"

"وہ نہیں چاہتی تھیں کہ اُن کے بچے کی شخصیت ناجائز اولاد کی حیثیت سے زیر بحث آئے۔"

اسی لئے انہوں نے جائیداد پر لات مار دی تھی۔ لیکن اب جب کہ اُن کے بچے کو ایک سازش کا شکار بنایا گیا ہے وہ کس طرح خاموش رہ سکتی ہیں۔"

"سازش! کیسی سازش....؟" بیگم ارشاد چونک پڑیں۔

"کھلی ہوئی سازش ہے.... اشرف کے اعزا نے خاتون سعیدہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا۔ انہیں معلوم تھا کہ شاہد قانونی طور پر عرفان کے ترکے کا حصہ دار ہے۔ لہٰذا انہوں نے پولیس کو غلط راستے پر ڈال دیا تاکہ پولیس چھان بین کر کے اصل حقیقت معلوم کر لے اور شاہد کو قاتل ٹھہرائے۔ آخر آپ نے ناجائز تعلقات والی کہانی پولیس سے کیوں دہرائی۔ خیر اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ میرے لئے یہ ثابت کر دینا مشکل نہ ہوگا کہ اشرف کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو شاہد کو راستے سے ہٹا دینے کے بعد اُس کے وارث ہو سکتے ہیں۔"

"کیا....؟" بیگم کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ پھر وہ سنبھل کر بولیں۔ "یہ شاہد کون ہے؟"

"خاتون سعیدہ کا لڑکا۔ جسے پولیس نے شبہے میں گرفتار کیا ہے۔ اُس کا کوٹ مع اُس کے شناختی کارڈ کے جائے واردات پر پایا گیا تھا۔ آپ لوگوں نے اُسے پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ کون ایسا احمق ہے کہ واردات کرنے کے بعد نہ صرف اپنا کوٹ چھوڑ جائے گا بلکہ اس میں شناختی کارڈ بھی پڑا رہنے دے گا۔"

"غضب خدا....!" بیگم ارشاد کانپتی ہوئی بولیں۔ "میں اپنے بھانجے کے قتل کی سازش کروں گی؟"

"سب کچھ ہو سکتا ہے محترمہ! کون جانے کہ آپ نے اپنا دامن پاک ظاہر کرنے ہی کے لئے ایک دن قبل اُس سے اپنی بیٹی کی منگنی کا اعلان کرا دیا ہو۔ اتنا یاد رکھئے کہ میں عدالت میں سارے تانے بانے کی دھجیاں اڑا دوں گا۔ ناگر کو وہی لوگ جانتے ہیں جن سے اُس کا سابقہ پڑ چکا ہے۔ آپ کو اس کا علم کس طرح ہوا تھا کہ سعیدہ جلال آباد کے ہسپتال میں میٹرن ہے؟"

"اشرف کی موت کے بعد کسی نے کہا تھا۔" بیگم اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتی ہوئی بولیں۔

"کس نے کہا تھا....؟"

"مجھے یاد نہیں.... بہتیرے لوگ تھے۔ مجھے تو معلوم بھی نہیں تھا کہ سعیدہ زندہ ہے یا مر گئی۔"

"زندہ ہیں اور اُن کی شادی کا سرٹیفکیٹ بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ آپ براہ کرم یاد کر کے بتایئے کہ سعیدہ کے متعلق کس نے اطلاع دی تھی؟"

"مجھے افسوس ہے کہ یہ قطعی یاد نہیں۔ میرے حواس ٹھکانے نہیں تھے۔"

"کیا اشرف کو مسٹر ارشاد پسند کرتے تھے۔ حالانکہ اشرف ایک آوارہ لڑکا تھا؟"

"براہِ کرم خاموش رہئے۔" بیگم ارشاد نے طیش میں آ کر کہا۔ "آپ اشرف کو کیا جانیں۔"

"وہ میرا مستقل مؤکل تھا۔ اُس کی جلال آباد کی جائیداد کے مقدمے میں ہی کرتا تھا۔ عیاشیوں کے لئے وہ وہیں آتا تھا۔ میرا خیال ہے کہ ارشاد صاحب اُسے پسند نہ کرتے رہے ہوں گے۔ کیونکہ وہ اُس کی حرکتوں سے واقف تھے۔"

"ارشاد صاحب۔" بیگم بُرا سا منہ بنا کر بولیں۔ "انہیں اتنا سلیقہ ہوتا تو وہ اپنے بھانجے کے لئے ضد نہ کرتے جس کی حالت اظہر من الشمس ہے۔"

"اچھا تو وہ فیض صاحب کو پسند کرتے ہیں؟" فریدی طویل سانس لے کر بولا۔

"ان باتوں سے آپ کو کیا سروکار....؟" بیگم اچانک اُسے گھورنے لگیں۔

"کچھ نہیں۔" فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ "بہتر ہے کہ آپ خاتون سعیدہ سے اپنی غلط بیانی کی معافی مانگ لیں۔ ورنہ میں دعویٰ دائر کر دوں گا۔"

حمید کا کارنامہ

سرجنٹ حمید شدت سے بور ہو رہا تھا اور فریدی روو انو کے گرلز ہوسٹل کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ اس دوران میں وہ زیادہ تر تنہا ہی باہر نکلتا تھا۔ بہر حال حمید خوش تھا کہ چلو پیچھا چھوٹا۔ ایسے کیسوں میں اُس کا دل بالکل نہیں لگتا تھا جس میں ڈھول دھپے کے مواقع نہ نصیب ہوں۔ منطقی استدلال کے ذریعہ مجرم تک پہنچنا اُس کے خیال کے مطابق مکھیاں مارنے کے مترادف تھا۔ اُس نے کئی بار فریدی کو سمجھایا کہ یہ کیس سول پولیس ہی کے لئے زیادہ مناسب رہے گا۔

فریدی کے منطقی استدلال کی بناء پر اُس نے یہ بھی تسلیم کر لیا تھا کہ قاتل فیض ہی ہو سکتا ہے لیکن ثبوت.... ثبوت کوئی بھی نہیں تھا۔ حالات اور امکانات سراسر فیض ہی کی گردن کی طرف اشارہ کرتے تھے لیکن محض حالات ہی تو سب کچھ نہیں ہوتے۔ عدالت کیلئے ثبوت چاہئے۔

حمید کو اب تک کسی ایسی لڑکی کے وجود پر یقین نہیں تھا جس کے داہنے کان کی لو دوہری ہو۔ اُس کی دانست میں اگر شاہد کی کہانی صحیح بھی تھی تو اسے اس سازش میں پھانسنے والی روحی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ مرد تو عورت کے معاملے میں بالکل اُلّو ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شاہد کو ان حالات میں بھی اُس کی رسوائی منظور نہ ہو۔

اسی خیال کے تحت حمید ابھی تک روحی سے ملتا رہا تھا اور اس دوران میں اُس نے اُس کی فطرت کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ وہ جلد اُکتا جانے والی لڑکیوں میں سے تھی۔ ہر لحظہ زندگی میں نئے پن کی طلب گار۔ کھردری اور صاف بات کہنے والی.... رومان اُس کی زندگی کا جزو لازم تھا۔ مگر اُس معنی میں نہیں جو اردو میں مستعمل ہے اُسے عشقیہ قسم کی گفتگو سے اُلجھن ہونے لگی تھی۔

سرجنٹ حمید نے آج اُسے آرلکچو میں مدعو کیا تھا اور وہیں اُس کا منتظر تھا۔ روحی نے آتے ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آج مجھے دن میں کئی بار ایک ناخوشگوار منظر دیکھنا پڑا۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ناقابل برداشت حد تک ناخوشگوار نہ رہا ہوگا۔"

"قطعی تھا.... لیکن مجبوری تھی۔ مجھے گھر ہی پر رہنا پڑا۔"

"کیا مصیبت تھی؟"

"میری ایک کزن آج کل میرے یہاں آئی ہوئی ہیں۔ اُن کی گود میں بچہ بھی ہے۔"

"ماشاءاللہ....!" حمید نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا اور وہ اُسے بُرا سا منہ بنا کر گھورنے لگی۔

"آپ کے لہجے میں بڑا بوڑھیاپن ہے۔" اُس نے کہا۔ "خیر ہوگا.... میری کزن بار بار بچے کو دودھ پلانے لگتی تھیں۔"

"واقعی بڑا حسین منظر ہوگا۔" حمید بولا۔

"وہ دودھ پلاتے وقت ایسا بُرا منہ بنا کر بیٹھ جاتی ہیں جیسے کتے کے پلے کو دودھ پلا رہی ہوں۔"

"سبحان اللہ....!" حمید شرارت سے مسکرایا۔

"خدا تمہیں غارت کرے۔" روحی نے جھنجھلا کر حمید کے ہاتھ پر جھپٹا مارا اور اتنے زور سے چٹکی لی کہ اُس نے بلبلا کر اٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ کیونکہ وہ بہر حال مجمع میں تھا۔

"مجھے غصہ آتا ہے تو میں پاگل ہو جاتی ہوں۔" وہ اُسے گھورتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"تم مجھے ٹیز کرتے ہو۔"

"ایک میں ہی نہیں.... میں نے سنا ہے کہ فیض بھی کرتا ہے۔"

"تم نے فیض کا نام کیوں لیا....؟" وہ اُسے گھورنے لگی۔ "کیا اب فیض پر شبہ ہے؟ اُس دن ریاض کے متعلق....؟"

"میں کسی پر شبہ نہیں کر رہا ہوں۔" حمید نے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔ "میں نے سنا تھا کہ آج کل آپ فیض سے کچھ کھنچی کھنچی سی ہیں۔"

"یہ کھنچی کھنچی سی ہونا کیا بلا ہے؟"

"پتہ نہیں۔" حمید مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ "ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ چلی میں حلوے کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے چائے کی پیالیاں لے کر درختوں پر چڑھ جاتے ہیں اور ناشتہ کر کے پھر اُتر آتے ہیں۔ بظاہر تو یہ ایک بہت ہی معمولی سا معاملہ ہے لیکن اس سے ہنالولو کی خارجی پالیسی پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ ویسے ہمارے یہاں خارجیوں کیلئے کوئی جگہ نہیں۔"

"اچھا اب میں چلتی ہوں۔" روحی اٹھتی ہوئی بولی۔

"ارررر.... بیٹھئے۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ آپ چلتی ہیں.... ورنہ.... یہاں تک پہنچتیں؟"

"کیا مطلب....؟" وہ پھر بیٹھ کر اُسے گھورنے لگی۔

"کہہ دوں دل کی بات....؟" حمید بڑے رومینٹک انداز میں بولا۔

"کہہ بھی چکئے۔" وہ اُکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"جب میں پانچ برس کا تھا....!" حمید کہتے کہتے رک گیا اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اُس نے فریدی کو ہال میں داخل ہوتے دیکھا جس کے ساتھ ایک بڑی حسین لڑکی تھی اور فریدی اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے چل رہا تھا۔ روحی بھی اُسی طرف مڑ کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ حمید کی طرف مڑی۔

"کیوں.... وہ کون ہیں؟"

"آہ.... ہہ.... ہا....! کوئی نہیں۔" حمید ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"بڑا شاندار آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"خونی اور قاتل ہے۔"

"آپ لوگوں کو تو ہر ایک خونی اور قاتل معلوم ہوتا ہے۔" روحی جھنجھلا کر بولی۔

وہ دونوں ایک خالی کیبن میں چلے گئے اور فریدی نے پردہ کھینچ دیا۔ حمید کرسی پر بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔

"شاید آپ اُس لڑکی کو جانتے ہیں؟" روحی نے کہا۔

"نہیں میں نہیں جانتا۔"

"تو پھر آپ... اُس کے حسن سے متاثر ہوئے ہیں۔"

"نہیں! وہ آپ سے زیادہ حسین نہیں ہے۔"

"پھر کیوں اُسے اس طرح گھور رہے تھے؟"

"میں اُس آدمی کو پہچانتا ہوں۔ وہ خود کو بڑا خشک بنا کر پیش کرتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے

جیسے اُسے عورتوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو..... لیکن.....!"

"ایسے آدمی بڑے دلچسپ ہوتے ہیں۔"

"بے حد۔" حمید ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ اور پھر اُس نے ویٹر کو بلا کر کھانے کے لئے کہا۔ اُس کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ روحی اس وقت کسی طرح جلدی سے ٹل جائے تاکہ وہ فریدی اور اُس کی پارٹنر کی طرف متوجہ ہو سکے۔ کھانے کے دوران میں وہ قطعی خاموش رہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر باتیں چھڑ گئیں تو پھر روحی کا اٹھنا قیامت پر منحصر ہوگا۔ ویسے ہو سکتا ہے کہ وہ بور ہو کر چلی جائے۔ حمید اُس کی باتوں کے جواب میں "ہوں ہاں" کرتا رہا۔

لیکن جب وہ کھانا ختم ہو جانے کے بعد بھی نہ اٹھی تو حمید کو تاؤ آگیا.... اور اُس کے ذہن میں ایک دوسری تدبیر کلبلانے لگی۔ اُس نے دو تین ٹھنڈی آہیں بھریں اور آنکھوں سے دو آنسو گالوں پر ڈھلک آئے۔ روحی حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔

"مجھے اس وقت اشرف کی یاد ستا رہی ہے۔" حمید گلوگیر آواز میں بولا۔

"تو یہاں بیٹھ کر رونا....!" روحی چاروں طرف جھینپی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہیں۔"

"میں آپ کی طرح بے درد تو نہیں۔" حمید نے جیب سے رومال نکال لیا اور پھر بولا۔

"آپ کو اشرف سے بالکل محبت نہیں تھی۔"

"بکواس ہے..... مجھے اشرف کے کتے سے بھی محبت تھی لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔"

"اسی لئے آپ نے اُسے قتل کرادیا۔" حمید نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"اُسے تو نہیں کیا۔ لیکن تمہیں ضرور کردوں گی۔" وہ اپنی مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

"اب آپ کی منگنی ریاض سے ہوگی یا فیض سے؟"

"تم عجیب آدمی ہو..... بور نہ کرو۔"

"کیا میں اپنا نام پیش کر سکتا ہوں؟" حمید نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"تم سے تو وہی شادی کرے جو اپنی زندگی سے بیزار ہو۔"

"کیا آپ نہیں ہیں؟"

"میں کیوں ہوتی۔"

"میں بہت اُداس ہوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں چیخ چیخ کر نہ رونے لگوں۔"

"جہنم میں جاؤ۔" روحی اٹھتی ہوئی بولی۔

"وہاں بھی کبھی کبھی ملتی رہئے گا۔"

"تم مجھے ٹیز کر رہے ہو۔"

"دیکھئے میں اس وقت بہت مغموم ہوں۔ لہٰذا مجھے ہنسنے پر مجبور نہ کیجئے۔"

روحی نے پھر کچھ کہنا چاہا لیکن صرف منہ بنا کر رہ گئی۔ حمید نے اُسی وقت سر اٹھایا جب وہ وہاں سے چلی گئی۔ اب وہ شرارت آمیز نظروں سے فریدی والے کیبن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس نے ذہن پر بہت زور دیا کہ کوئی نئی شرارت سوجھ جائے مگر ناکام رہا پھر اُس نے کیبن کا پردہ سرکتے دیکھا اور جلدی سے اپنا منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ فریدی اور اُس کی ساتھی کیبن سے نکلے۔ پتہ نہیں فریدی نے حمید کو دیکھا نہیں تھا یا جان بوجھ کر نظر انداز کر رہا تھا وہ دونوں رقص گاہ کی طرف چلے گئے۔

حمید نے جلدی جلدی بل ادا کیا اور اُس نے بھی رقص گاہ کی راہ لی۔ ہال میں ہلکی ہلکی موسیقی گونج رہی تھی۔ حمید نے انہیں داہنے بازو کی ایک میز پر بیٹھے دیکھا۔

فریدی کی پشت حمید کی طرف تھی اور وہ آگے جھکا ہوا اپنی ساتھی سے کچھ کہہ رہا تھا اور وہ برابر مسکرائے جارہی تھی۔ اُس کی آنکھیں نشیلی تھیں اور اُس کے اوپری ہونٹ کے کونے بار بار پھڑکنے لگتے تھے۔ لڑکی واقعی بڑی دلکش تھی۔ دفعتاً حمید سوچنے لگا کہ کہیں وہ پُراسرار لڑکی رضیہ نہ ہو۔ لیکن کیا وہ اتنی آزادی سے باہر نکل سکتی تھی۔ ساتھ ہی حمید کی نظریں ایک دوسرے آدمی پر بھی پڑیں جو فریدی کی میز سے کچھ فاصلے پر کھڑا ان دونوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ حمید نے سوچا ممکن ہے کہ وہ بھی فریدی کے شناساؤں میں سے ہو۔ لیکن اُس کے دیکھنے کا انداز اس قسم کا نہیں تھا۔ اُس کے چہرے پر حیرت کے آثار ضرور تھے لیکن اُن میں خوف کی بھی آمیزش تھی۔ دفعتاً وہ تیزی سے مڑا..... اور دروازے سے نکل گیا۔ حمید کے پیر بھی غیر ارادی طور پر اٹھ گئے۔

اُس آدمی نے باہر نکل کر گیرج سے کار نکالی اس دوران میں حمید تیزی سے کمپاؤنڈ کے باہر پہنچا باہر دو تین ٹیکسیاں موجود تھیں۔

جیسے ہی اس کی کار باہر نکلی۔ ایک ٹیکسی اُس کے تعاقب میں لگ گئی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ کہیں اس بھاگ دوڑ کا انجام مایوسی کی شکل میں نہ ظاہر ہو۔ مگر وہ ان دونوں کو ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہا تھا اور پھر وہاں سے اس طرح چلا کیوں آیا۔

اگلی کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ حمید ٹیکسی ڈرائیور کو برابر ہدایت دیتا جارہا تھا۔ اگلی کار مختلف سڑکوں سے گذرتی ہوئی مادام رووانو کے گرلز ہاسٹل کے سامنے رک گئی اور حمید کا دل شدت سے

دھڑکنے لگا۔ اُس نے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ٹیکسی رکوائی۔

مادام روونو کا ہاسٹل کسی ویران جگہ پر نہیں تھا۔ خاصی پُر رونق سڑک تھی جس پر دو رویہ عمارتیں تھیں۔

حمید نے اُسے کار سے اُتر کر ہاسٹل کی عمارت میں داخل ہوتے دیکھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو اُس نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ اس کا تعلق پولیس سے ہے لہٰذا وہ بھی خاموشی سے بیٹھا رہا۔ اُس آدمی نے اپنی کار سڑک ہی پر چھوڑ دی تھی۔ اس لئے حمید کو توقع تھی کہ وہ پھر واپس آئے گا۔ لیکن واپسی کا انتظار بہت طویل ہو گیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ گذر گیا پھر وہ دوبارہ عمارت سے برآمد ہوا۔ اس بار وہ تنہا نہیں تھا۔ کوئی دوسرا بھی آہستہ آہستہ اُس کے سہارے چل رہا تھا۔ اُس نے اُسے کار کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا اور خود اگلی پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کر دیا۔

حمید کی ٹیکسی پھر تعاقب کرنے لگی تھی لیکن اس بار زیادہ دیر نہیں لگی۔ شاید دس منٹ بعد اگلی کار پھر ایک عمارت کے سامنے رک گئی۔ حمید ٹیکسی والے کو رکے رہنے کی ہدایت دے کر ٹیکسی سے اُتر گیا۔ اگلی کار سے وہ دونوں بھی اُترے۔

اس بار پھر ایک دوسرے کو سہارا دے رہا تھا اور وہ رینگتی ہوئی رفتار سے عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اندھیرا ہونے کی وجہ سے حمید کے لئے کوئی خاص خطرہ نہیں تھا۔ وہ اُن کے پیچھے لگا رہا۔ جب وہ اوپری منزل پر جانے کے لئے زینے طے کر رہے تھے تو حمید نے کسی عورت کی کراہ سنی اُس کے کان کھڑے ہو گئے۔ تو وہ کوئی عورت تھی؟.... زینے پر بھی اندھیرا تھا۔ اوپر پہنچ کر وہ ایک طویل کاریڈور میں چلنے لگے۔ کاریڈور بھی نیم تاریک ہی سا تھا۔ اکثر دروازوں کے شیشوں سے کمروں کے اندر سے روشنی کاریڈور میں آ رہی تھی لیکن یہ اتنی نہیں تھی کہ کسی کا چہرہ نظر آ سکے۔ حمید کو بس دو دھندلے سے سائے نظر آ رہے تھے۔ ایک دروازے کے سامنے وہ رکے اور حمید دیوار سے چپک گیا۔ اُسے قفل کی کنجی گھمانے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر دونوں سائے تاریکی میں ڈوب گئے۔ لیکن پھر ذرا سی ہی دیر میں کاریڈور کے دروازوں میں سے ایک اور کے بھی شیشے روشن ہو گئے۔ نیچے کار ایک ایسی جگہ پر چھوڑی گئی تھی کہ حمید کو پھر اُس آدمی کی واپسی کی توقع تھی۔ وہ تیسری منزل کے زینوں کے نیچے کھسک گیا۔ اب وہ بالکل تاریکی میں تھا اور یہاں سے اُس کمرے کا دروازہ صاف نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور آدمی باہر نکل آیا۔ اُس کی پشت پر دروازہ بند ہو گیا اور اب وہ نیچے جانے والے راستے کی طرف جا رہا تھا۔ حمید بھی

آہستہ آہستہ زینوں کی طرف گیا اور اُسے نیچے جاتے دیکھتا رہا اور جب اُس نے کسی کار کا انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی تو اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ اُسی کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ جو کوئی بھی اندر ہے وہ تنہا ہی ہوگا کیونکہ وہ اُن کی آمد پر دروازے کے قفل میں کنجی گھمانے کی آواز سن چکا تھا۔ ظاہر ہے کہ خالی کمرے ہی مقفل رکھے جاتے ہیں۔ اُس نے دروازے پر رک کر آہٹ لی۔ اندر کی روشنی ابھی گل نہیں کی گئی تھی۔ حمید نے انگلی سے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے....؟" اندر سے ایک نحیف سی آواز آئی۔

"ذرا کھولنا تو....!" حمید نے بھرائی ہوئی آواز میں اس طرح کہا جیسے جلدی میں کوئی بات رہ گئی ہو۔

"تم بھی زندگی کے تلخ کیے دے رہے ہو۔" حمید نے بڑبڑاہٹ سنی اور ساتھ ہی قدموں کی چاپ بھی سنائی دی۔ دروازہ کھلا اور حمید دوسرے ہی لمحے میں اندر تھا۔ اُس نے سامنے کھڑی ہوئی عورت کو ہٹا کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ اُسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ یہ ایک خوبصورت اور نوجوان عورت تھی۔ چہرے سے اضمحلال اور نقاہت کے آثار ظاہر تھے جیسے وہ بیمار ہو۔

"تم کون ہو....؟" اُس نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

"شش....!" حمید نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سرگوشی کی۔ "خطرہ قریب ہے۔ گدھے نے غلطی کی کہ تمہیں یہاں لے آیا۔"

"تم کون ہو....؟" اُس نے پھر دوہرا دیا۔ اسی دوران میں حمید کی نظر اُس کے داہنے کان پر پڑی اور وہ خوشی کے مارے بے ہوش ہو جانے سے بال بال بچا۔ کان کی لو دوہری تھی۔

"بیٹھ جاؤ.... بیٹھ جاؤ۔" وہ مضطربانہ انداز میں اپنی گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"اگر پانچ منٹ خیریت سے گذر گئے تو پھر ہم خطرے سے باہر ہوں گے۔"

عورت تھوک نگل کر رہ گئی۔

"بیٹھ جاؤ۔" حمید نے زبردستی اُسے پلنگ پر بٹھا دیا۔ پھر تیزی سے دروازے کے قریب آیا اور ذرا سا درہ کر کے باہر جھانکنے کے بعد پھر پلنگ کی طرف پلٹ آیا۔

"جاسوسوں کا جال.... ایک جاسوس ہوسٹل کی لڑکی کو لئے آر لکچو میں بیٹھا ہے۔ ہاسٹل کی تلاشی.... یہ گدھا بھی اندھا ہو گیا تھا.... احمق کہیں کا۔"

"آخر تم ہو کون....؟"

"چلو اٹھو....!" حمید گھڑی کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "کیا میری بھی گردن تڑواؤ گی۔ چپ

چاپ نکل چلو.... ورنہ ابھی یہاں بھی پولیس دھری ہوگی۔"

منہ کی کھائی

تقریباً گیارہ بجے ٹیکسی فریدی کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور حمید نے سہارا دے کر اُس عورت کو ٹیکسی سے اُتارا.... اُس کا جسم بخار سے پھنک رہا تھا۔ حمید نے دس دس کے تین نوٹ ٹیکسی والے کی طرف بڑھا دیئے۔ وہ حیرت سے اُن نوٹوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اُس نے جھک کر اُسے ایک لمبا سا سلام کیا اور نوٹ جیب میں رکھ کر ٹیکسی اسٹارٹ کردی۔

"مجھ سے اب نہیں چلا جارہا ہے۔" عورت کراہی۔

"بس بس.... اب آرام ہی آرام ہے۔" حمید نے کہا اور اُسے سہارا دے کر اندر لے جانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں آرام دہ بستر پر بیٹھی ہوئی حمید کو گھور رہی تھی۔

"تم کون ہو.... اور مجھے کہاں لے آئے ہو....؟" اُس نے پھر پوچھا۔

"میں آدمی ہوں اور تمہیں یہاں لے آیا ہوں۔" حمید نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"میں مر رہی ہوں اور تمہیں اپنے کام سے کام ہے۔" وہ تھکی تھکی سی آواز میں بولی اور کراہ کر لیٹ گئی۔ پھر وہ بڑبڑانے لگی۔ "اگر مجھے معلوم ہوتا تو کبھی اس چکر میں نہ پڑتی۔ زندگی حرام ہوگئی۔ تم جانتے ہو میں کئی راتوں سے نہیں سوئی۔"

وہ پھر اٹھ کر بیٹھ گئی اور اُس کی بڑبڑاہٹ برابر جاری رہی۔ اُس کی نظریں تو حمید کے چہرے پر تھیں مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خود سے باتیں کر رہی ہو۔ "یا تو مجھے گولی مار دی جائے یا پھر پولیس کے حوالے کردیا جائے۔ میں اس حالت میں کب تک رہوں گی۔ میں برباد ہوگئی۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم لیٹو تو۔" حمید چہک کر بولا.... وہ دل ہی دل میں اپنی عقل مندی پر نازاں تھا۔

"مجھے نیند نہیں آتی۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"ٹھہرو.... میں تمہیں ایک ہلکی سی خواب آور دوا دیتا ہوں۔" حمید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ فریدی کے کمرے سے اُس نے خواب آور دوا کی شیشی اٹھائی اور پھر اُسی کمرے میں واپس آگیا۔

دوا پینے سے قبل گلاس ہاتھ میں لے کر عورت نے کہا۔ "خدا کرے یہ زہر ہو۔"

پھر اُس نے دوا اپنے حلق میں انڈیل لی اور بُرا سا منہ بنائے ہوئے لیٹ گئی۔ دونوکر ابھی تک

جاگ رہے تھے۔ حمید نے محسوس کیا کہ وہ برآمدے میں منڈلا رہے ہیں۔ اُس نے انہیں ڈانٹ کر بھگا دیا اور وہ ہنستے ہوئے بھاگ گئے۔ شاید وہ اپنے دلوں میں سوچ رہے ہوں کہ فریدی صاحب کے آنے پر خاصی تفریح رہے گی۔ سارے ہی نوکر اس بات سے واقف تھے کہ فریدی عورتوں کے معاملے میں اکثر حمید کو جھاڑتا رہتا تھا۔ حمید کچھ دیر تک کمرے میں ٹھہرا رہا جب اُس نے دیکھا کہ عورت اونگھ رہی ہے تو چپ چاپ باہر نکل کر کمرہ مقفل کردیا۔

اب وہ بڑی بے چینی سے فریدی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اس طرح اُس کے کمرے کے سامنے آرام کرسی ڈال کر بیٹھ گیا جیسے اُس کی واپسی پر بڑی گہری باز پرس کرے گا۔ اُس کا دل خوشی سے ناچ رہا تھا اور ذہن میں نئی نئی شرارتیں جنم لے رہی تھیں.... وہ اس ڈرامائی انداز کے متعلق سوچنے لگا جس میں وہ رضیہ کو فریدی کے سامنے پیش کرے گا۔

ساڑھے بارہ بجے کے قریب اُس نے فریدی کے قدموں کی آہٹ سنی اور پھر جیسے ہی وہ اندرونی برآمدے میں داخل ہوا حمید اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ فریدی کے چہرے پر تھکن اور گہرے تفکرات کے آثار تھے۔

"کہاں تھے اب تک....؟" حمید نے گرج کر فریدی کے لہجے کی نقل اتاری اور فریدی کے ہونٹوں پر مضمحل سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں آوارگی نہیں برداشت کر سکتا۔" حمید نے پھر اُسی لہجے میں کہا۔

"مت بکو۔" فریدی آرام کرسی میں گرتا ہوا بولا۔ "میں مر جانے کی حد تک بور ہو چکا ہوں۔"

"اچھا تو سنئے لطیفہ۔" حمید منہ بنا کر بولا۔ "اُس کی بڑھیا ماں شام سے کئی چکر لگا چکی ہے۔ جناب اُس لڑکی کو کہاں چھوڑا....؟"

"کیسی لڑکی....؟"

"جسے آرلکچنو میں کھانا کھلا رہے تھے۔"

"اوہ.... تو تم نے دیکھا تھا۔ وہی تو ساری مصیبت کی جڑ ہے۔"

"اناڑی ہیں نا.... آپ.... لڑکیوں کے معاملے میں ہمیشہ مجھ سے مشورہ لیا کیجئے۔"

"جانتے ہو وہ کون تھی....؟"

"روانو کے ہوسٹل کی ایک لڑکی۔"

"تب تو....!" فریدی سنبھل کر بیٹھتا ہوا بولا۔ "آج تم بہت کچھ جانتے ہو۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ نے اُس سے کن کٹی لڑکی رضیہ کے متعلق معلومات بہم

پہنچائی ہوں گی۔"

"اچھا پھر....؟" فریدی اُسے گھور رہا تھا۔

"پھر حضور نے رووانو کے ہوسٹل پر چھاپہ مار کر اُسے چھاپہ خانہ بنادیا ہوگا۔"

"اوہ....!"

"اور پھر.... چڑیا پھر سے اُڑ گئی.... فف.... فف.... فریدی صاحب۔"

فریدی ہنسنے لگا۔

"شاید تم.... لیکن تم سامنے کیوں نہیں آئے؟"

"یہ صرف قیاسات تھے! سرکار۔" حمید فخریہ انداز میں گردن اکڑا کر بولا۔ "میں آپ کے پیچھے نہیں لگا رہا۔"

"میرے ہی فرزند ہو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا پھر چونک کر بولا۔ "دیکھو شاید کوئی پھاٹک ہلا رہا ہے۔"

حمید اٹھ کر باہر آیا۔ پھاٹک کے باہر کسی کار کی ہیڈ لائیٹس دکھائی دے رہی تھیں اور کوئی پھاٹک ہلا رہا تھا۔ حمید نے قریب جاکر دیکھا یہ ڈی۔ایس۔پی سٹی تھا اور اس کے ہمراہ انسپکٹر رمیش کے علاوہ دو سب انسپکٹر بھی تھے۔

حمید انہیں اپنے ساتھ ڈرائنگ روم میں لے آیا اور پھر وہ فریدی کو اطلاع دینے کے لئے اندر چلا گیا۔ واپسی پر وہ بھی فریدی کے ساتھ ہی تھا۔

فریدی کو دیکھ کر کوتوال کے ہونٹوں پر ایک طنز آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اب بتایئے!" ڈی۔ایس۔پی چہک کر بولا۔ "وہ لڑکی بھی اپنے بیان سے پھر گئی۔"

"میں نہیں سمجھا۔" فریدی بیٹھتا ہوا بولا۔

"وہی جس نے آپ کو....!"

"لڑکی کے متعلق میں سمجھ گیا ہوں۔" فریدی نے بات کاٹ کر کہا۔ "اُس نے بیان کیا بدلا ہے؟"

"اب وہ کہتی ہے کہ آپ اُسے آرلکچو میں اتفاقاً مل گئے تھے اور اُس نے آپ سے ہرگز یہ نہیں کہا کہ ہاسٹل میں کوئی ایسی لڑکی تھی جس کے داہنے کان کی لو دوہری رہی ہو۔"

"اگر اُس نے بیان بدل دیا ہے تو اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے۔ اُس نے مجھے یہ سب کچھ یہ سمجھ کر نہیں بتایا تھا کہ میں سی۔آئی۔ڈی کا آدمی ہوں اور پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے کسی آدمی نے اُسے ناکام تلاشی کی داستان سنادی ہو۔"

"اُونہہ ہوگا....!" ڈی۔ایس۔پی بولا۔ "لیکن مادام رووانو نے آپ پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ دائر کرنے کی دھمکی دی ہے۔"

"خوب....!" فریدی مسکرا کر بولا۔ "اُسے بھی دیکھ لیا جائے گا۔"

"کیا دیکھ لیا جائے گا....؟"

"رووانو کے ہاسٹل میں لڑکیوں کا بیوپار ہوتا ہے۔"

"چلئے یہ دوسری رہی۔" ڈی۔ایس۔پی طنزیہ ہنسی کے ساتھ بولا۔ "ارے صاحب زادے میں آپ سے عمر میں کافی بڑا ہوں اور تجربہ کار بھی۔ آپ ہٹ دھرم ہیں۔ جو کچھ آپ کی زبان سے نکل جاتا ہے اُسے ثابت کرنے کے لئے آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ آپ نے ایک بار کہہ دیا کہ شاہد مجرم نہیں ہے لہٰذا.... میں پھر سمجھتا ہوں کہ خود پر دوسروں کو ہنسنے کا موقع نہ دیجئے۔"

"اوہ....!" حمید بھنا کر بولا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ رضیہ کا وجود سرے سے ہے ہی نہیں۔"

"رضیہ نہیں ریکھا کہو۔" فریدی نے مسکرا کر کہا۔ "رضیہ تو فرضی نام تھا۔ جو شاہد کو بتایا گیا تھا۔"

"چلئے ریکھا ہی سہی۔" حمید نے اُسی تیز لہجے میں کہا۔ "کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ ہاسٹل میں ریکھا نام کی کوئی لڑکی نہیں تھی؟"

"نہیں تھی۔" ڈی۔ایس۔پی نے حمید کے لہجے پر جز بز ہو کر کہا۔

"دیکھئے.... اتنے وثوق سے نہ کہئے۔" حمید نے دھیمے پڑتے ہوئے کہا۔ "فریدی اور حمید ایک ہی شخصیت کے دو پہلو ہیں۔ ان میں سے اگر ایک دھوکا کھاتا ہے تو دوسرا اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان دونوں عظیم ہستیوں کے نام ہمیشہ ایک ہی ساتھ لیے جاتے ہیں۔"

فریدی اُسے عجیب نظروں سے گھور رہا تھا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" ڈی۔ایس۔پی پھر اکھڑ گیا۔ اُسے حمید کا لہجہ بہت گراں گذر رہا تھا۔ اگر وہ براہِ راست اُس کا ماتحت ہوتا تو نہ جانے اب تک کیا ہو رہتا۔

"میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فریدی صاحب کے متعلق آپ کی رائے درست نہیں۔ اُن سے غلطیوں کا امکان بہت کم ہے اور اگر کوئی غلطی ہو بھی جاتی ہے تو شہر کا ماحول اتنا پُرسکون نہیں ہوتا۔ بعض عمارتیں بدروئیں کی آگ اگلنے لگتی ہیں[1] اور شہر جہنم بن جاتا ہے۔"

"میں بیکار باتوں میں وقت ضائع کرنے نہیں آیا ہوں۔" ڈی۔ایس۔پی جھنجھلا کر بولا۔

---

[1] حوالے کے لئے "لاشوں کا آبشار" جلد نمبر 9 ملاحظہ فرمایئے۔

"اگر آپ لوگ اپنی موجودہ روش ترک نہیں کرنا چاہتے تو آپ بھگتیں گے۔"

"ہمیں بھگتنے ہی کی تنخواہ ملتی ہے۔" حمید مسکرایا۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو.... مجھے بد تمیزی پسند نہیں۔"

"حمید....!" فریدی نے اُسے ڈانٹا۔

"ہم دونوں کئی مہینوں سے بھگت رہے ہیں۔" حمید بڑبڑایا۔ پھر ڈی۔ ایس۔ پی سے بولا۔ "آپ میرے بزرگ ہیں۔ اگر میں نے ریکھا کا وجود ثابت کر دیا تو....!"

"حمید بکواس مت کرو۔" فریدی نے کہا۔ "میں رووانو کے دعوئی کا بے چینی سے منتظر رہوں گا۔"

"شاید میں اس سے پہلے ہی کھیل ختم کر دوں۔" حمید نے اوپری ہونٹ بھینچ کر کہا۔ "صرف دس منٹ میرا انتظار کیجئے۔"

فریدی نے پھر اُسے عجیب نظروں سے دیکھا۔ حمید کمرے سے جا چکا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں وہ سب خاموشی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے۔ ڈی۔ ایس۔ پی کے چہرے سے اکتاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔ فریدی نے سگار سلگا لیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔ تھوڑی دیر تک قدموں کی آواز سنائی دی اور حمید ریکھا کو سہارا دیتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ پولیس والوں کو دیکھ کر ریکھا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ریکھا سے ملئے۔" حمید کی آواز سناٹے میں گونجی اور ڈی۔ ایس۔ پی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ فریدی کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار تھے لیکن دوسرے ہی لمحے میں وہ مسکرانے لگا۔ "اس کا داہناں کان بھی ملاحظہ فرمائیے۔" حمید نے ڈی۔ ایس۔ پی سے کہا۔

اُس نے آگے بڑھ کر دیکھا اور کچھ بڑبڑاتا ہوا پھر سیدھا ہو گیا۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" اُس نے عورت سے پوچھا۔

"ریکھا۔"

"یہ تمہیں کہاں سے لائے ہیں۔"

"میں عمارت کا نام نہیں جانتی۔"

ڈی۔ ایس۔ پی نے گھور کر حمید کی طرف دیکھا۔

"ٹھیک کہتی ہے۔" حمید نے کہا۔ "اسے بہت جلدی میں ہوسٹل سے نکالا گیا تھا یہ بیمار ہے۔"

"تم رووانو کے ہوسٹل میں تھیں....؟" ڈی۔ ایس۔ پی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔"

"تمہیں وہاں سے کون لے گیا تھا....؟"

"رمیش....!"

"رمیش کون ہے؟"

"میرا ایک دوست....!"

"وہ کہاں رہتا ہے....؟"

"مجھے معلوم نہیں۔"

"پچھلی سنیچر کی رات کو تم کہاں تھیں۔ گیارہ اور دو کے درمیان میں۔"

جواب فوراً ہی نہیں دیا گیا۔ ریکھا اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی تھی۔ پھر تھوک نگل کر بولی۔

"میں جاوید بلڈنگ میں تھی لیکن قتل سے میرا کوئی سروکار نہیں۔ میں نہیں جانتی تھی کہ رمیش کیا کرنا چاہتا ہے۔"

"تمہارے ساتھ صرف۔ رمیش تھا....؟"

"نہیں.... رمیش نہیں تھا.... شاہد تھا۔"

"شاہد کون ہے؟"

"یونیورسٹی کا ایک طالب علم۔ رمیش نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ شاہد کو بیوقوف بنانا چاہتا ہے۔ اسی کے کہنے سے میں نے شاہد سے دوستی کی تھی اور اُسے بتایا تھا کہ میں اشرف کی بیوی ہوں۔"

"جاوید بلڈنگ کا مالک کون ہے؟"

"میں پہلے نہیں جانتی تھی۔ رمیش نے مجھے بتایا تھا کہ شاہد اُس کا دوست ہے اور خود کو عورتوں سے دور رکھتا ہے۔ اُس نے مجھے اشرف کے متعلق بتایا تھا کہ وہ ایک فرضی نام ہے۔ اُس نے سنیچر کی رات کو دس بجے مجھے جاوید بلڈنگ کی کنجی دی اور کہا کہ میں شاہد کو وہاں لے آؤں۔ میں اور شاہد کیفے کاسینو میں بیٹھے ہوئے تھے اور رمیش نے مجھے الگ بلا کر کنجی دی تھی۔ مجھے بُری طرح پھانسا گیا ہے اور وہ شاہد تو بالکل ہی بے گناہ ہے۔ میں نے اُس واقعے سے تین دن پیشتر رمیش کے کہنے سے اُس کا شناختی کارڈ بھی اڑا لیا تھا۔"

"تم نے یہ سب کچھ کیا.... لیکن رمیش سے اس کی وجہ نہیں پوچھی۔"

"وہ شاہد کو بے وقوف بنانا چاہتا تھا اور اس کی شکست کی کوئی ایسی نشانی اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا جسے دکھا کر وہ اُسے چھیڑ سکے۔ اس لئے اُس نے اس کا کوٹ بدلوایا تھا۔ میں وہی کہہ رہی ہوں جو

ریمش نے مجھ سے کہا تھا اور سازش کا علم تو مجھے دوسرے دن کے ایک شام کے اخبار سے ہوا تھا اور پھر میں ریمش کے اشاروں پر ناچتی رہی۔"

"تم شاہد کے ساتھ ہی وہاں سے روانہ ہو گئی تھیں یا شاہد وہاں رکا رہا تھا....؟"

"وہ پہلے چلا گیا تھا۔"

"ریمش اس وقت کہاں تھا اور تم وہاں کیوں رک گئیں تھیں؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ میں دروازہ باہر سے مقفل کر کے واپس چلی گئی تھی۔"

"مگر شاہد تو کہتا ہے کہ وہ تنہا واپس گیا تھا۔"

"ٹھیک کہتا ہے۔ میں بھی یہی کہہ رہی ہوں۔ مجھ سے ریمش نے کہا تھا کہ میں اُس وقت تک مکان میں ٹھہری رہوں جب تک وہ اس سڑک سے گذر نہ جائے۔"

"تم نے اس دوران میں تجوری گرنے کا دھماکہ سنا تھا....؟"

"میں نے قطعی کچھ نہیں سنا۔"

"ریمش کو تم کب سے جانتی ہو....؟"

"چھ ماہ سے۔"

"تم بھی قتل میں شریک سمجھی جاؤ گی۔"

"مجھے پرواہ نہیں.... میں اس دوران میں اپنی زندگی سے عاجز آ گئی ہوں۔ مگر وہ لڑکا بالکل معصوم ہے۔"

"جو کچھ کہو.... سوچ سمجھ کر کہو۔ تمہارا بیان تمہارے خلاف عدالت میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔"

"میں ہوش میں ہوں۔" ریکھا نے کہا۔ "میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ سزا سے بچ سکوں۔"

"تمہیں سزا سے بچانا میرا کام ہے۔" فریدی پُر سکون لہجے میں بولا۔

"اسی اطمینان پر تو وہ آپ کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔" ڈی۔ایس۔پی تلخ لہجے میں بولا۔

"میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" ریکھا نے کہا۔

"ریمش کہاں رہتا ہے؟" ڈی۔ایس۔پی نے ریکھا سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔ پہلے میں سمجھی تھی کہ وہ جاوید بلڈنگ ہی میں رہتا ہے۔"

"تم اُس سے کس طرح ملی تھیں؟"

"مادام رووانو نے تعارف کرایا تھا۔"

"تم کس کالج میں پڑھتی ہو....؟"

"کسی میں بھی نہیں۔" اُس نے تلخ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔ "اسے ہوسٹل سمجھنے والے گدھے ہیں۔ وہاں لڑکیوں کا بیوپار ہوتا ہے۔"

"خوب پڑھایا ہے۔" ڈی۔ایس۔پی فریدی کی طرف دیکھ کر بولا۔

"شکریہ....!" فریدی سگار سلگاتا ہوا بولا۔

"تم اسے کہاں سے لائے تھے؟" ڈی۔ایس۔پی نے حمید سے پوچھا۔

"اسے آپ تک پہنچا دینے کے بعد ہمارا کام ختم ہو جاتا ہے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا اور فریدی کے ہونٹوں پر شرارت آمیز مسکراہٹ رقص کرنے لگی۔

"کیا مطلب....؟" ڈی۔ایس۔پی کی پیشانی پر پھر بل پڑ گئے۔

"ہمارا کہنا صرف یہ تھا کہ شاہد بے گناہ ہے اور وہ نادانستگی میں اس سازش کا شکار ہوا ہے۔ ہم نے سازش کرنے والوں میں سے ایک آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ اب ہم آپ کے کسی معاملے میں دخل نہ دیں گے۔ آپ جانیں اور آپ کا کام۔"

"یہ تمہیں کہاں سے لائے ہیں....؟" ڈی۔ایس۔پی نے ریکھا سے گرج کر پوچھا۔

"میں نے کہا نا کہ مجھے ہوش نہیں تھا۔ ریمش مجھے ہوسٹل سے ایک عمارت میں لے گیا تھا۔ میں اس وقت بھی بخار میں پھنک رہی ہوں۔"

"اچھا میں اسے کوتوالی لے جا رہا ہوں۔" ڈی۔ایس۔پی نے فریدی سے کہا۔

"شوق سے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "لیکن میں بھی چلوں گا۔ اگر اس نے بھی اپنا بیان بدل دیا تو کیا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اسی وقت میرے سامنے اس کا بیان روزنامچے میں درج کیا جائے گا۔"

"کیا مطلب....؟"

"اوہو! چونکہ آپ تک ہماری وساطت سے پہنچی ہے۔ اسی لئے میں یہی مناسب سمجھوں گا کہ بیان میرے سامنے ہی لکھا جائے۔"

ڈی۔ایس۔پی کچھ نہ بولا۔ فریدی نے اُسکے ہمراہ جانے سے قبل حمید کو الگ لے جا کر بولا۔

"فرزند.... میں تم پر جتنا بھی فخر کروں کم ہے۔ اب تم اُس عمارت پر نظر رکھو.... ریمش پھر وہاں واپس آئے گا.... بس تم چلے ہی جاؤ۔"

"ہات تیری کی۔" حمید پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ "کاش میں اس عورت کو کسی کنوئیں میں پھینک دیتا۔"

آخری مرحلہ

حمید رات بھر اُس عمارت کے قریب جھک مارتا رہا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر اس طرح جھک مارنے کا سلسلہ کب اور کس طرح ختم ہوگا۔ کیونکہ اُس نے فریدی کو اُس جگہ کا پتہ یا نشان بتایا ہی نہیں تھا۔ اُس نے فریدی کی چھوٹی کار عمارت سے تھوڑے ہی فاصلے پر کھڑی کردی تھی اور خود اس کے اندر بیٹھا رہا تھا۔

صبح ہوتے ہوتے اُس کی جان پر بن گئی۔ پائپ کا تمباکو بھی ختم ہو چکا تھا اور ساری دکانیں بند تھیں۔ یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ اُس عمارت کے سامنے والی عمارت میں ایک ڈیری تھی۔ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی ڈیری کے دروازے کھل گئے اور حمید کو سامنے ہی میز پر ٹیلی فون رکھا ہوا دکھائی دیا۔ اُس کی جان میں جان آئی اور وہ کار سے اُتر کر ڈیری کی طرف جھپٹا۔

اور پھر وہ فریدی کو فون کر رہا تھا۔ فریدی گھر ہی پر موجود تھا۔ حمید نے اُسے بتایا کہ اب وہ اور زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ ابھی تک ریمش نہیں دکھائی دیا۔ فریدی نے جگہ سے متعلق پوچھ کر حمید کو وہیں انتظار کرنے کے لئے کہا۔ وہ خود آرہا تھا۔

حمید ریسیور رکھ کر دروازے کی طرف مڑا اور ساتھ ہی اُس نے سامنے والی عمارت کے سامنے ایک کار رکتی دیکھی۔ اُس پر سے اُتر کر عمارت میں داخل ہونے والا ریمش ہی تھا۔ حمید پھر تیزی سے فون کی طرف جھپٹا۔ ڈیری والا اُسے مشتبہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"معاف کیجئے گا۔" حمید منکسرانہ انداز میں بولا۔ "ایک ضروری بات رہ گئی۔"

"کوئی بات نہیں۔" وہ اپنی پیشانی کی شکنیں مٹا کر زبردستی مسکرایا۔

حمید پھر فریدی کو فون کرنے لگا۔ اُس نے اُسے ریمش کی اطلاع مبہم الفاظ میں دی اور یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ شاید اُسے اُس کا تعاقب کرنا پڑے۔ لہٰذا وہ فی الحال وہیں ٹھہرے۔ فریدی نے اُس کے خیال کی تائید کرتے ہوئے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ حمید سڑک پر نکل آیا۔ اب وہ اپنی کار بیک کر کے پٹرول پمپ کی طرف لے جا رہا تھا جو وہاں سے قریب ہی تھا۔ اُس کی نظریں اب بھی عمارت کے زینوں کی طرف تھیں۔ اُس نے کار کی ٹنکی بھروائی۔ پھر انجن اسٹارٹ کر کے نیچے اُتر آیا اور انجن کھول کر اس طرح اُس پر جھک پڑا جیسے اُس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ دس منٹ گزر گئے لیکن ریمش واپس نہ آیا۔ اُس کی کار بدستور اُسی جگہ کھڑی تھی جہاں وہ اُسے چھوڑ گیا تھا۔

بیس منٹ گزر گئے۔ حمید کو تشویش ہوئی۔ اُس نے کار وہیں چھوڑ دی اور تیزی سے عمارت کی طرف آیا۔ چند لمحے زینوں کے قریب کھڑے رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر اُس پر چڑھنے لگا۔ اس وقت اوپر راہداری سنسان نہیں تھی دن نکل آیا تھا اور وہاں دو چار بچے نظر آرہے تھے۔ دروازے بھی کھل گئے تھے۔

حمید نے مطلوبہ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر کواڑوں کو دھکا دیا جو کھل گئے۔ کمرہ خالی تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی نے جلدی میں کمرے کی ساری چیزیں الٹ پلٹ کر رکھ دی ہوں۔ اُس نے بڑی تیزی سے کمرے کی ساری چیزوں کا جائزہ لیا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔

وہ راہداری کے آخری سرے تک بڑھتا چلا گیا اور پھر ساری حقیقت اُس پر ظاہر ہوگئی۔ راہداری کے اختتام پر بائیں طرف ایک راہداری تھی۔ جس کا سلسلہ دوسری طرف نیچے جانے والے زینوں کے سرے پر ختم ہو گیا تھا۔ اُس نے جھنجھلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مار لیا۔ کاش اُسے معلوم ہوتا کہ عمارت میں دوسری طرف بھی زینے ہیں۔

وہ پندرہ بیس منٹ تک وہاں ریمش کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا۔ لیکن کسی نے بھی تسلی بخش جواب نہ دیئے۔ ریمش کو کمرے میں داخل ہوتے یا نکلتے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ خود کو بُرا بھلا کہتا ہوا نیچے اُتر آیا اور نیچے آتے ہی ایک بار پھر اُس کی کھوپڑی گردن سے اکھڑ کر ہوا میں معلق ہوگئی۔ ریمش کی کار غائب تھی اس کا مطلب تھا کہ اس دوران میں خود ریمش کی نظر حمید پر رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اوپر پہنچا ریمش کار بھی لے اڑا۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی تھی کہ حمید نے کار کے نمبروں پر بھی دھیان دینے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی۔

اب وہ وہاں رک کر کرتا ہی کیا۔ پچھلی رات کی کامیابی کا نشہ ہرن ہو گیا تھا۔ وہ گھر کی طرف چل پڑا اور گھر پہنچ کر اگر وہ فریدی پر نہ برس پڑتا تو اُسے خود اپنی ذات سے شکایت ہوتی۔

واقعات بتانے کے بعد وہ بڑے زور سے گرجا۔ جب ایک عمارت میں دو طرفہ زینے ہوں تو دو آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ سمجھے جناب۔"

"سمجھا فرزند.....!" فریدی سر ہلا کر بولا۔ "لیکن ریکھا والے معاملے میں تم تنہا تھے۔"

"نہیں.... ہم دو تھے۔ اگر ریمش آپ کو خوفزدہ نظروں سے نہ دیکھتا تو میں کبھی اُس کا تعاقب نہ کرتا۔ اُس کے اس طرح دیکھنے ہی سے میں نے اندازہ لگایا تھا کہ آپ کے ساتھ والی عورت رووانو ہوسٹل ہی کی ہو سکتی ہے وہ آپ کے ہتھے کس طرح چڑھ گئی تھی؟"

"بہت آسانی سے۔" فریدی مسکرا کر بولا۔ "بس دو تین گھنٹے وہاں ٹھہر کر اُن کا طریقہ کار

سمجھنا پڑا تھا۔ عمارت کے سامنے کسی نہ کسی کی کار پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ پھر ایک لڑکی عمارت سے نکل کر ٹیکسیوں کے اڈے کی طرف جاتی ہے۔ جب وہ ٹیکسی میں بیٹھ لیتی ہے تو عمارت کے سامنے کھڑی ہوئی کار بھی اُس کے پیچھے لگ جاتی ہے اور پھر یہاں عمارت کے سامنے ایک دوسری کار آکھڑی ہوتی ہے۔ ٹھیک اُسی جگہ پر جہاں پہلی کار کھڑی تھی۔ پھر ایک دوسری لڑکی عمارت سے باہر آتی ہے اور وہ کار بھی وہاں سے کھسک جاتی ہے۔ بہر حال میری کار پانچویں نمبر پر تھی۔ پانچویں لڑکی ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوتی ہے اور میری کار اُس کا تعاقب کرتی ہے پھر وہ ایک جگہ اُتر کر ٹیکسی کے دام چکاتی ہوئی آر لکچو میں داخل ہو جاتی ہے اور میں بھی اُس کی تقلید کرتا ہوں۔ وہ پلٹ کر دیکھتی ہے اور میں مسکراتا ہوں۔"

"اور میں مر جاتا ہوں۔" حمید سینے پر ہاتھ مار کر چیخا۔

"ہم دونوں مل بیٹھتے ہیں۔ میں تھوڑی دیر بعد ایک ایسی لڑکی کا تذکرہ چھیڑتا ہوں جس کا داہنا کان خاص قسم کا ہے۔ وہ مجھے اُس لڑکی کا نام بتاتی ہے یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید میں بہت پرانا گاہک ہوں۔"

"بہر حال کل رات آپ نے مزے کیے۔"

"کیا کہنے ہیں۔" فریدی نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"نیند سے میرا بُرا حال ہے۔" حمید نے کہا۔ "اس لئے اب میں سونا چاہتا ہوں۔"

"بہتر ہے.... اب تم سو ہی جاؤ۔" فریدی بولا۔ "اس سلسلے کی دوسری اطلاع یہ ہے کہ ڈی۔ایس۔پی نے صلح کرلی ہے اور وہ فی الحال ہمارے کہنے پر کنوئیں میں بھی چھلانگ لگا دینے سے گریز نہ کرے گا۔"

"آپ اُسے یہی مشورہ دیجئے۔" حمید نے کہا اور خواب گاہ کی راہ لی۔ نیند نے اُس پر اس بُری طرح حملہ کیا تھا کہ اُس نے ناشتے کی بھی پرواہ نہیں کی۔

شام کو شاید تین بجے تھے جب اُس کی آنکھ کھلی وہ خود سے نہیں جاگا تھا۔ بلکہ فریدی اُسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"کیا مصیبت ہے۔" حمید کروٹ لے کر منمنایا۔

"اول تو تم عورت نہیں ہو۔" فریدی نے اُسے دوبارہ جھنجھوڑا۔ "اور اگر ہو بھی تو یہ تمہارے مصیبت کے دن نہیں۔"

حمید حلق پھاڑ کر چیختا ہوا پلنگ پر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

"قبر میں بھی نہ سونے پاؤں گا۔"

"ذرا آنکھیں کھولو پیارے! یہ قبر نہیں پلنگ ہے۔"

حمید نے پلنگ سے چھلانگ لگائی اور گرتے گرتے بچا۔

"میں پتہ نہیں کب اپنے کیکر فردار کو پہنچوں گا۔" اُس نے آنکھیں کھول کر کہا جو انگارہ ہو رہی تھیں۔

"یہ کیکر فردار کیا بلا ہے؟"

"مجھے صاف نہیں دکھائی دیا تھا۔ کیفر کردار.....!"

"چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔"

"کیا....؟ میں اب کہیں نہ جاؤں گا۔"

"میں ناشتے کی میز کا تذکرہ کر رہا تھا۔ تم صبح سے بھوکے ہو۔"

حمید مر بھکوں کی طرح ناشتے پر ٹوٹا تھا۔ ناشتہ ختم کر کے پائپ کے تین چار کش لینے کے بعد اُس کا ذہن کچھ صاف ہوا تو اُس نے رمیش کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کا تعلق بھی چیٹر لیز ہوٹل ہی سے ہے۔" فریدی نے کہا۔ "آج ہم وہاں بھی چھاپہ ماریں گے۔ اُس آدمی پر قابو پائے بغیر ہم اس سازش کے سرغنہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔"

"کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ فیض ہی ہو سکتا ہے؟"

"قطعی! وہ کوئی اچھا آدمی نہیں ہے۔ اشرف کو روحی کی ماں پسند کرتی تھی اور روحی کا باپ فیض کے حق میں تھا۔ کیونکہ فیض اشرف سے زیادہ مالدار ہے۔ ظاہر ہے کہ اشرف ختم ہو گیا۔ اب روحی کے باپ ہی کی پسند کو ترجیح دی جائے گی.... اپنی دانست میں فیض شاہد کو بھی پھنسا چکا ہے۔ لہٰذا اشرف کی جائیداد بھی روحی ہی کی طرف آئے گی۔ اس کے علاوہ روحی کم دولت مند نہیں۔ کیا سمجھے۔ دو بڑی جائیدادوں کا مسئلہ ہے۔"

"لیکن پھر بھی فیض کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں۔" حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اب وہ بچ نہیں سکتا۔ پہلے تو میں اُسے رووانو والے معاملے میں ماخوذ کروں گا جس کے لئے کافی سے زیادہ ثبوت بہم پہنچا چکا ہوں۔ رووانو نے اقبال جرم کر لیا ہے کہ چیٹر لیز ہوٹل اس کی ناجائز تجارت میں برابر کا شریک تھا۔"

"تب تو معاملہ ٹھیک ہے۔" حمید نے کہا۔ "لیکن فیض اس سے بھی اپنی لاعلمی ظاہر کر سکتا

ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی ساری ذمہ داری منیجر پر ڈال دے۔"

"یہ بھی ممکن ہے، فکر نہ کرو۔ ہمیں نئے حالات کا منتظر رہنا چاہئے۔"

آٹھ بجے کے قریب چیٹر لیز ہوٹل کا محاصرہ کر لیا گیا۔ منیجر بوکھلا کر اپنے آفس سے نکل آیا۔

"میں آپ کو حراست میں لیتا ہوں۔" فریدی نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کیوں! کس لئے؟"

"آپ مادام رووانو کی لڑکیوں کی تجارت میں شریک رہے ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔"

"یہ مادام رووانو کا بیان ہے اور آپ کے تین گاہکوں نے بھی شہادت دی ہے۔"

منیجر اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

حمید دوسری ہی دھن میں تھا۔ وہ مسافروں کے رہائش کے کمرے کھنگالتا پھر رہا تھا۔ اچانک ایک کمرے کی کھڑکی میں اُسے میش کا چہرہ نظر آگیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ حمید ایک ہی جست میں کمرے کے اندر پہنچ گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھالو۔" اُس نے ریوالور نکال کر کہا لیکن شاید میش اُس سے بھی زیادہ پھرتیلا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ دونوں گتھے ہوئے زمین پر آ رہے۔ اس کش مکش میں ریوالور چل گیا لیکن گولی دروازے کے شیشے کو توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ حمید نے محسوس کر لیا کہ میش کافی طاقتور ہے۔ اگر اُس نے ریوالور کی نال کا رخ اُس کی طرف کر دیا تو کھیل ختم ہو جائے گا۔ اب حمید اپنی تمام تر قوت ریوالور سے چھٹکارا پانے کے لئے صرف کرنے لگا۔ وہ چاہتا تھا کہ ریوالور اُن دونوں ہی کے ہاتھ سے نکل جائے۔

"بیکار ہے۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "تم نکل نہیں سکتے۔ ہوٹل گھرا ہوا ہے۔" اُس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

پھر حمید نے اپنے داہنے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور ریوالور دور جا پڑا۔ ساتھ ہی میش نے حمید کی ناک اتنے زور سے دبائی کہ اُس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور پھر وہ تڑپ کر نکل گیا۔ قبل اس کے کہ حمید اٹھتا اُس کی پیشانی پر ایک ٹھوکر پڑی اور وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ میش کمرے سے نکل چکا تھا۔ حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا بھیجا نکل آیا ہو۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اُس نے کاریڈور میں بہت سے قدموں کی آوازیں سنیں۔

"ارے.... تم....!" اُس نے فریدی کی آواز سن کر آنکھیں کھول دیں۔

"نکل گیا.... وہ نکل گیا۔" حمید چیخا۔

"کون....؟"

"میش....!"

"باہر نہیں جا سکتا.... ہائیں۔" اچانک فریدی چونک پڑا۔ نہ صرف فریدی بلکہ اُس کے ساتھی بھی چونکنے ہوگئے۔ کہیں قریب ہی سے فائر کی آواز آئی تھی۔ حمید تو جلدی سے نہ اٹھ سکا لیکن وہ سب باہر نکل گئے.... وہ کاریڈور میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ فریدی بارود کی بو محسوس کر رہا تھا۔ کاریڈور تاریک تھا۔ فریدی نے ٹارچ کی روشن کی روشنی کا دائرہ ایک ایسے آدمی پر پڑا جو فرش پر اوندھا پڑا تھا۔ اُسکے داہنے شانے سے خون ابل رہا تھا۔ اتنے میں حمید بھی وہاں پہنچ گیا۔

"ارے.... یہ تو میش ہے۔" اُس نے بے ساختہ کہا۔

میش ابھی زندہ تھا اور اُس کی سانس رک رک کر چل رہی تھی۔

تین چار آدمیوں نے اُسے اٹھالیا اور نیچے لے جانے لگے۔

"دیکھو.... یہاں کہیں سوئچ ہوگا۔" فریدی بولا۔ "روشنی کر دو۔"

ڈھونڈنے والوں کو سوئچ ملے تو.... لیکن کاریڈور کا ایک بھی بلب روشن نہ ہو سکا۔ فریدی کاریڈور کے کمروں کے بند دروازوں پر ٹارچ کی روشنی ڈالنے لگا۔ یہ سارے کمرے غالباً خالی تھے ورنہ فائر کی آواز پر اُن میں رہنے والے ضرور باہر نکل آتے۔

"ہو سکتا ہے کہ اُس نے خود ہی گولی مار لی ہو۔" حمید بڑبڑایا۔

"گولی پشت سے چلائی گئی ہے۔ سامنے سے نہیں۔" فریدی نے کہا پھر اُس نے بند دروازوں کو دھکے دینے شروع کئے۔ کچھ تو کھل گئے اور کچھ مقفل تھے۔ آخر کار ایک کمرے میں انہیں ایک ریوالور پڑا ہوا مل گیا۔ یہ کمرہ خالی تھا۔ فریدی نے ریوالور کے دستے کو رومال سے پکڑ کر اٹھایا۔

اتنے میں ڈی۔ ایس۔ پی بھی وہاں آگیا۔

"غالباً گولی اسی ریوالور سے چلائی گئی ہے۔" فریدی ریوالور کی نال ناک کے قریب کئے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نال سے بارود کی بو آرہی ہے اور اسمیں پانچ گولیاں ہیں۔ ایک چیمبر خالی ہے۔"

تھک ہار کر وہ پھر نیچے ہال میں آگئے جہاں تقریباً ساٹھ ستر آدمی موجود تھے۔ اُن میں سے کچھ ہوٹل میں قیام کرنیوالے اور کچھ روزانہ کے گاہک تھے۔ اُنکے چہرے اُترے ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے دو فائروں کی آوازیں سنی تھیں اور ایک زخمی کو پولیس کی گاڑی پر بار ہوتے دیکھا تھا۔

فریدی کی عقابی نظریں مجمعے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اُس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور

پیشانی پر رگیں اُبھر آئی تھیں۔ اچانک اُس کی نظریں ایک طویل القامت سکھ پر رک گئیں۔ سکھ نے بھی شاید اسے محسوس کرلیا اور وہ دوسری طرف دیکھنے لگا۔ فریدی نے اشارے سے اُسے اپنے قریب بلالیا۔

"آپ لوگوں کو ذرہ برابر بھی تمیز نہیں۔" سکھ نے پنجابی لہجے میں کہا۔ "میں کوئی کتا ہوں.... جو اس طرح انگلی کے اشارے سے بلاتے ہو۔"

"سردار جی.... میں کتوں کا بڑا شوقین ہوں.... اگر انگلی کے اشارے پر آنے والا کوئی کتا تمہاری نظر میں ہو تو مجھے بتاؤ.... ہر قیمت پر خرید لوں گا۔"

"کیا سمجھتے ہو مسٹر! زبان کو لگام دو۔ میں بھی کرنل ہوں۔" سکھ بگڑ کر بولا۔

"معاف کیجئے گا کرنل صاحب۔ شاید آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔"

"نہیں بتاتا.... تم سے مطلب....؟"

دوسرے ہی لمحے میں فریدی کا گھونسہ اُس کے جبڑے پر پڑا۔ اگر اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے لوگ اُسے سنبھال نہ لیتے تو وہ کافی فاصلے پر گرا ہوتا۔ اُس نے سنبھلتے ہی کرپان نکال لی۔

"تمہیں اس کرپان کے لئے بھی جواب دہ ہونا پڑے گا دوست....!" فریدی نے قہقہہ لگایا۔ "میں بڑا خوش قسمت ہوں کہ تم نے اپنا کھیل خود ہی ختم کر دیا۔ ورنہ ثبوت کے لئے اب بھی مجھے سر مارنا پڑتا۔"

قبل اس کے کہ دوسرے لوگ کچھ سوچ سمجھ سکتے سکھ نے فریدی پر حملہ کر دیا۔ اُس کا یہ فعل اضطراری معلوم ہو رہا تھا۔ فریدی نے کرپان والے ہاتھ پر تھپکی دے کر پھر اُس کے منہ پر ایک گھونسہ جڑ دیا۔ اتنی دیر میں مجمع تتر بتر ہو چکا تھا۔ اس بار وہ فرش پر چت گرا اور اُس کی پگڑی اُتر کر دور جا گری۔ کرپان اُس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ وہ بڑی پھرتی سے اٹھا اور ایک کرسی فریدی پر کھینچ ماری۔ فریدی جھکائی دے کر اُسے بھی بچا گیا۔ سکھ نے دوسری کرسی اٹھائی لیکن اب وہ سکھ نہیں معلوم ہو رہا تھا کیونکہ اُس کے ننگے سر پر انگریزی وضع کے بال نظر آ رہے تھے۔ کرسی اٹھنے سے پہلے ہی فریدی نے اُس کی گردن دبوچ لی۔

"فیض....!" اُس نے اُسے زمین پر گراتے ہوئے کہا۔ "اب یہ ڈاڑھی اور مونچھیں بھی فضول ہیں۔"

دوسرے لمحے میں اُس نے مصنوعی ڈاڑھی نوچ کر الگ کر دی۔

فیض پر جیسے دیوانگی کا دورہ پڑ گیا تھا۔ وہ کسی پاگل کتے کی طرح فریدی کو نوچ رہا تھا۔ لیکن تین

چار ہی گھونسوں نے اُسے ٹھنڈا کر دیا۔

اُس کے ہتھکڑیاں لگا دی گئیں۔ پہلے ہوٹل کے منیجر کو یونہی لے جانے کا خیال تھا مگر اس واقعے کے بعد اُسے بھی ہتھکڑیاں پہننی پڑیں۔

دوسری صبح ممکن ہے کہ فریدی کے لئے خوشگوار رہی ہو لیکن حمید اپنی زندگی سے بیزار نظر آ رہا تھا۔ پچھلی رات کی چوٹ بُری طرح دکھ رہی تھی۔ سر پھٹا تو نہیں تھا لیکن حمید کے بیان کے مطابق بھیجا ضرور ہل گیا تھا اور اُس ہلتے ہوئے بھیجے میں یہ بات نہیں سما رہی تھی کہ آخر فیض وہاں سکھ کے بھیس میں کیا کر رہا تھا۔

فریدی رات سے اب تک نہیں آیا تھا۔ حمید سر کی تکلیف کی وجہ سے کوتوالی نہیں گیا تھا۔

تقریباً دس بجے فریدی واپس آیا۔

"بڑے بڑے انکشافات ہوئے ہیں۔" فریدی نے اُسے بتایا۔ "فیض ایک خاصے بڑے گروہ کا سرغنہ ہے اور مادام رووانو تو دراصل اُس کی تنخواہ دار نوکر تھی۔ میش اُس کے بدمعاشوں میں سے ہے۔ فیض براہِ راست رووانو کے ہوٹل سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ یہ کام اُس نے منیجر سے لیا تھا اور رووانو یہی سمجھتی تھی کہ ہوٹل کے مالک سے ان معاملات کا کوئی تعلق نہیں۔ اُس نے میش کے ذریعہ ریکھا سے بھی کام لیا اور اُس رات کو خود فیض ہی اشرف کے گھر میں موجود تھا۔ ریکھا اور شاہد کے رخصت ہو جانے کے بعد اُس نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ میں نے گولیوں کے متعلق غلط نہیں کہا تھا.... اور ہاں.... روحی کی ماں کو سعیدہ کے متعلق فیض ہی نے بتایا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ سعیدہ کا راز ظاہر ہونے کے بعد کوئی بھی شاہد کے بیان کو صحیح تسلیم نہ کرے گا۔"

"لیکن....!" حمید بولا۔ "آخر وہ سکھ کے بھیس میں ہوٹل میں کیا کر رہا تھا؟"

"کیا تم نہیں سمجھے؟ میش پر اُسی نے گولی چلائی تھی۔ وہ ایسے آدمی کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا جو کبھی اُس کے خلاف گواہی دے سکے۔ اگر حالات نہ بگڑتے تو شاید وہ اُس کی ضرورت نہ محسوس کرتا۔ جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ ریکھا پولیس کے ہتھے چڑھ گئی ہے اور کوئی میش کی بھی نگرانی کر رہا ہے تو اُس نے یہی مناسب سمجھا کہ میش ہی کو ٹھکانے لگا دے کیونکہ میش کے بعد اُس کی طرف اشارہ کرنے والا کوئی نہ رہ جاتا۔ اسی مقصد کے تحت وہ کل دوپہر کو ایک سکھ کے بھیس میں مسافر کی حیثیت سے ہوٹل میں داخل ہوا۔ میش ہوٹل ہی میں تھا۔ لیکن شاید شام تک اُسے اس پر ہاتھ ڈالنے کا موقع نہ مل سکا۔ اتنے میں ہم نے ہوٹل کا محاصرہ کر لیا اور شاید میش تمہارے ہاتھ لگ گیا۔ اس کے بعد اُس کے لئے موقع ہی موقع تھا۔ میرا خیال ہے کہ فیض محاصرے کے بعد

سے رمیش ہی کے کمرے کے آس پاس منڈلاتا رہا ہوگا۔"

"لیکن جب اُس کے پاس کرپان بھی موجود تھی تو اُس نے گولی چلانے کی حماقت کیوں کی؟" حمید نے کہا۔

"ہم اُسے بدحواسی کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ واقعی اگر وہ گولی نہ چلاتا تو ایک حد تک محفوظ رہ سکتا تھا۔ مگر حمید صاحب یہ تو سوچو کہ ہمارے لئے کتنی پریشانیاں بڑھ جاتیں۔ اسے میں حقیقتاً ایک خوشگوار اتفاق ہی کہوں گا کہ وہ ہمیں ایک سکھ کے بھیس میں مل گیا۔ ورنہ رمیش کی موت کے بعد یہ ثابت کرنا بڑا دشوار ہو جاتا کہ فیض ہی اس سازش کا روح رواں تھا۔"

"کیا رمیش مر گیا؟"

"نہیں زندہ ہے اور اُس نے اپنا بیان دے دیا ہے۔ اسی کے بعد تو فیض کو بھی سب کچھ اگلنا پڑا۔ ورنہ وہ بڑا مستقل مزاج آدمی ہے۔"

"اب بے چاری روحی کا کیا ہوگا؟" حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کچھ بھی نہیں.... میرا خیال ہے کہ اُس کا ٹائپ عام عورتوں سے بہت مختلف ہے۔ شاید وہ ساری عمر شادی نہ کرے۔"

"اور آپ بھی اسی ٹائپ کے مرد ہیں۔" حمید دردناک آواز میں بولا۔ "کاش آپ دونوں کی شادی ہو سکے۔ یقین مانئے.... وہ آپ کے لئے آپ سے بھی زیادہ خبط الحواس بچے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

"شٹ اپ....!"

"خیر گھبرایئے نہیں.... میں چڑی اوٹی کا.... ارر.... ایڑی چوٹی کا زور لگادوں گا۔ غلط سلط بولنے لگا ہوں۔ شاید میرا لاشعور کھوپڑی کے اوپر آگیا ہے۔"

فریدی اُسے بڑبڑاتا چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا.... اور حمید نے پھر چادر سے منہ ڈھک لیا۔

ختم شد